﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءِ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد21

جمعۃ المبارک02/مئی 2014ء

03/رجب 1435 ہجری قمری ❁ 02/ہجرت 1393 ہجری شمسی

شمارہ18

نیکی اور بدی کیا ہے

حضرت نواسؓ بن سمعان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے۔اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے ناپسند ہو کہ لوگوں کو اس کا پتہ چلے اور وہ تیری اس کمزوری سے واقف ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصله باب تفسیر البر حدیث نمبر:4632)

ایک احمدی عورت اور لڑکی کے دل میں بامرادی کا تصور یہ ہونا چاہئے کہ نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے، نہ کہ دنیاداری میں پڑ کر اپنے تقدّس کو ضائع کر دینا ہے۔

جماعت کی ویب سائٹ alislam پر بھی قرآنِ کریم کے صحتِ تلفظ کے پروگرام ہیں اور MTA پر بھی پروگرام آتے ہیں، اِن کو ریکارڈ کر کے قرآن مجید پہلے خود سیکھیں اور پھر دوسروں کو سکھائیں۔ ہر عورت، ہر ماں جو ہے وہ صحتِ تلفظ کے ساتھ قرآنِ کریم پڑھانے والی ہو۔

اس ملک میں آکر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو سہولتیں اور آسانیاں مہیا فرمائی ہیں اُنہیں اپنی ذاتی عارضی تسکین کا ذریعہ نہ بناؤ بلکہ جماعت کے مفاد کے لئے استعمال کرو۔ انٹرنیٹ کو لغویات اور فضولیات کے لئے استعمال کرنے کی بجائے احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے استعمال کرو۔ اسے غیر اور نامحرم لڑکوں سے رابطے کی بجائے دین سیکھنے کے لئے استعمال کرو۔

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر 15 اگست 2009ء بروز ہفتہ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ– بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا(النساء:125)

جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اور مَردوں میں سے یا عورتوں میں سے جو نیک اعمال بجالائے اور وہ مومن ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے اور وہ کھجور کی گٹھلی کے سوراخ کے برابر بھی ظلم نہیں کئے جائیں گے۔

ایک مسلمان عورت اس قدر خوش نصیب ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کا ایک مقام قائم فرمایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ مومنوں کو ایمان میں مضبوطی اور نیک اعمال بجالانے پر انعام کا مستحق ٹھہراتا ہے تو یہ نہیں کہتا کہ عورت کو یہ جزا نہیں ملے گی بلکہ مومنین میں مومنات بھی شامل ہیں۔ بعض جگہ تو اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال کے ذکر میں مومنین کے ساتھ مومنات کا ذکر بھی کر دیا، خود بیان بھی کر دیا اور کہیں ’’ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى‘‘ یعنی مرد یا عورت کہہ کر واضح فرما دیا تاکہ کسی قسم کا ابہام نہ رہے۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں واضح کر دیا کہ مومن صرف مرد ہی نہیں کہلاتا بلکہ عورت بھی مومن ہے اور اس لحاظ سے دونوں برابر ہیں اور جب بھی کوئی نیک عمل کوئی عورت کرے گی تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا مرد کو ملتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اسلام پر اعتراض کرنے والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ عورت کو اس کا مقام نہیں دیا جاتا۔ اُسے حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اُس کی حیثیت دوسرے درجے کی ہے۔ پس جہاں تک اسلام کی تعلیم کا سوال ہے، جہاں تک خدا تعالیٰ کے اعلان کا سوال ہے، ایمان کی شرط کے ساتھ نیک اعمال بجالانے کی جتنی جزا مرد کو ہے اسی قدر عورت کو ملتی ہے۔

اسی طرح روزمرہ کے حقوق میں بھی عورت کو اس کا پورا حق دیا گیا ہے۔ حتیٰ کے عربوں میں غلام اور لونڈیوں کا جو رواج تھا اس میں بھی اُن کے حق قائم کئے گئے۔ گو جب شریعت کامل ہوئی تو غلامی کے خاتمے اور لونڈیاں رکھنے کی ممانعت ہوگئی۔ جب تک غلامی کے خاتمے کا قانون نہیں آیا تھا اس وقت تک لونڈیاں اور غلام رکھے جاتے تھے۔ اس وقت کا واقعہ ہے کہ ایک صحابی نے کہا ہم سات بھائی تھے۔ ہمارے ایک بھائی نے اپنی لونڈی کو منہ پر تھپڑ مارا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں جب یہ واقعہ آیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس لونڈی کو فوراً آزاد کردو کیونکہ تم اپنے اس رویہ کی وجہ سے اس قابل نہیں کہ اس کو اپنے پاس رکھ سکو۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبة المماليك و کفارة من لطم عبده حدیث نمبر 4304)

اس کے مقابلے میں بائبل میں کیا تعلیم ہے! خروج (Exodus) جو ہے اس کا باب 21 آیت 21-20 یہ کہتی ہے کہ اگر کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو لاٹھیاں مارے اور وہ مار کھاتی ہوئی مرجائے تو اُسے سزا دی جائے لیکن اگر وہ ایک یا دو دن جیئے تو اسے سزا نہ دی جائے اس لئے کہ وہ اس کا مال ہے۔ (ماخوذ از خروج باب 21 آیت 21-20) یعنی اگر فوراً مر جائے تو تھوڑی سی سزا دے دو اور اگر دو دن تک زندہ رہے اور پھر مرے تو کوئی سزا نہیں کیونکہ یہ اس کا مال ہے۔ اسلام نے تو انسانیت کی بنا پر اس وقت بھی غلاموں اور لونڈیوں کے حقوق قائم کئے تھے جب اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ تو پھر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ شریعت کامل ہونے کے بعد جب ہر انسان کے حقوق قائم ہوگئے، قرآنِ کریم نے واشگاف الفاظ میں فرمادیا کہ ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کے مطابق بلاتخصیص جزا ملے گی تو وہ پھر آزاد مومن عورت کے حقوق پامال کرے یہ نہیں ہوسکتا۔ اسلام نے تو عورت کو آزادی دلا کر برابری کا حق دلا دیا بلکہ انسانیت کے ایسے خوبصورت حقوق قائم فرمائے کہ انسانیت کے شرف کو بلند فرما دیا، اس کو بلندیوں تک پہنچا دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عورتوں کے حق اس طرح قائم فرمائے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں یہ بات آئی کہ صحابہ اپنی بیویوں کو مارتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتیں خدا کی لونڈیاں ہیں، تمہاری لونڈیاں نہیں۔ (سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی ضرب النساء حدیث نمبر 2145)

آپؐ نے فرمایا: اسے تھپڑ نہ مارو، گالیاں نہ دو، گھر سے نہ نکالو۔

(سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأة علیٰ زوجها حدیث نمبر 2142)

ایک دفعہ عورتوں نے آکر شکایت کی کہ مرد جہاد کر کے ہم سے زیادہ ثواب کما لیتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے گھروں کی نگرانی کر کے، بچوں کی بہترین تربیت کر کے اتنا ہی ثواب کماتی ہو جتنا میدانِ جہاد میں عمل کرنے والے تمہارے مرد کما رہے ہیں۔

(الجامع لشعب الایمان للبیهقی جلد 11 صفحہ 177 باب 60 فی حقوق الاولاد والاهلین حدیث نمبر 8368 مکتبة الرشد ناشرون سعودی عرب 2004ء)

کل مجھے کسی نے بتایا کہ خطبہ جمعہ کے بعد جلسہ کا جو سیشن ہو رہا تھا۔ اُس میں یہاں کسی شہر کے ایک میئر بھی آئے ہوئے تھے۔ جسے آپ یہاں برگا ماسٹر (Bürgermeister) کہتے ہیں (اگر میں صحیح بول رہا ہوں تو)۔ انہوں نے اپنے بیان کچھ یہ بھی کہا کہ میرے عورتوں کے پردے کے بارے میں کچھ تحفظات ہیں۔ میرے متعلق کہا کہ اُن سے اس بارے میں بات کروں گا تو پردے کے بارے میں تو مَیں U.K. کے جلسے میں لجنہ کی تقریر میں واضح کر چکا ہوں کہ پردے کی کیا اہمیت ہے۔ آپ لوگوں کے لئے مختصراً دوبارہ بیان کر دیتا ہوں کہ پردے کا حکم اللہ تعالیٰ نے عورت کا تقدس قائم کرنے اور اس کے تحفظ کے لئے اتارا ہے اور یہ قرآنِ کریم کے واضح احکامات میں سے ایک حکم ہے۔ یہ ہمارے مذہبی احکامات

میں سے ایک حکم ہے۔ ایک عورت ایک لڑکی، جب اس کی اٹھان ایسے ماحول میں ہوئی ہو، جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اپنے لئے باعثِ برکت سمجھتی ہو اور اس حکم کو اپنے دینی فرائض میں سمجھتے ہوئے ادا کرتی ہو تو کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اس پر قانوناً پابندی لگائے۔

مَیں نے بیان کیا تھا کہ ہماری ایک واقفہ نو بچی نے ایک دفعہ اخبار میں اس کے خلاف لکھا کہ تم میری مذہبی آزادی کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہو اور میری ہی آزادی دِلوانے کا نام دِلوا کر اسے ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ پس یہاں پلنے بڑھنے والی لڑکیوں سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ یہ دیکھیں کہ اس بے پردگی سے بے پردہ رہنے والوں کو، جن کو اپنے روشن دماغ ہونے کا بڑا زعم ہے، سوائے عارضی اور وقتی عیاشی کے کیا ملا ہے؟ اُن کے اندر جا کر ان سے پوچھیں کہ کیا اس سب آزادی سے آپ کو ذہنی سکون میسر آ گیا ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ کا یہ دعویٰ ہے اور ہمارا یہ تجربہ ہے کہ اَلَا بِذِکْرِاللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:29) کہ خدا کی عبادت اور اس کے ذکر میں ہی اطمینانِ قلب ہے۔

پس ان لوگوں کی باتوں سے کبھی کوئی نوجوان بچی خوفزدہ نہ ہو، نہ ہی کسی قسم کی شرم کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم ایک کامل کتاب ہے اور اس کا ہر حکم فطرت کے عین مطابق ہے۔ اور اس کا اب تک اصلی حالت میں رہنا اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا ایک ثبوت ہے جبکہ کوئی اَور مذہبی کتاب اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں ہے اور انسانوں کی دسترس سے محفوظ نہیں ہے۔ پس قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے جو آج ہر انسان کے لئے راہِ نجات ہے اور اس کی تعلیم عظیم الشان تعلیم ہے۔ عورتوں اور مردوں کے لئے یکساں احکامات ہیں۔ اگر بظاہر کوئی فرق کسی حکم میں نظر آتا ہے تو غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فرق نہیں بلکہ اس پر غور کر کے اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ حکم اس فطرت کے عین مطابق ہے جو خدا تعالیٰ نے مرد اور عورت کی بنائی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے شروع میں بتایا تھا کہ مرد اور عورت کے لئے برابری کا درجہ اور اس کا اعلان خدا تعالیٰ نے خود نیکیوں کے کرنے پر ایک جیسے ثواب کی صورت میں فرمایا ہے۔ اسلام کا خدا تو وہ خدا ہے جو رحمٰن ہونے کی وجہ سے اپنی رحمانیت کے بھی عظیم تر جلوے دکھاتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ اور جو اس کی مخلوق ہے اُس پر تو بہت زیادہ حاوی ہے۔ اور اس رحمت سے جس طرح مرد حصہ لے رہا ہے اسی طرح عورت بھی حصہ لے رہی ہے۔ لیکن کیونکہ اس کا جزا سزا کا قانون بھی ہے، اور وہ بھی ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ اس لئے اس نے نیکی بدی کی تخصیص کر کے، تمیز بیان کر کے اوامر و نواہی کے بارے میں ہمیں آگاہ کیا ہے۔ کرنے اور نہ کرنے والی باتوں کے بارے میں ہمیں بتایا ہے۔ ان کی نشاندہی فرمائی ہے اور ایک مومن کے فرائض کی بھی نشاندہی فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اگر ایمان میں مضبوطی کا حکم فرمایا اور اس کے نتیجے میں فضلوں کا ذکر کیا ہے تو مَردوں کے لئے بھی وہی انعامات ہیں جو عورت کے لئے ہیں۔ ہاں جہاں عورت کی فطری کمزوری اُس کے آڑے آتی ہے وہاں یہ بتا کر کہ یہ کمزوریاں ہیں اس وجہ سے یہ کام عورت کر ہی نہیں سکتی، اس کو بتا دیا کہ تم نہیں کر سکتی۔ لیکن جو کام عورت کر سکتی ہے وہ بھی واضح کر دیا کہ وہ مرد نہیں کر سکتے۔ جو برداشت اور صبر و حوصلہ عورت میں ہے وہ مرد میں نہیں ہے۔ ایک تقسیمِ کار کی گئی ہے۔ اگر مرد گھر سے باہر کے معاملات کا نگران اور ذمہ دار بنایا گیا ہے تو عورت کو گھر کا نگران بنایا گیا ہے۔ دنیا کا نظام بھی تقسیمِ کار کی وجہ سے چل رہا ہے اور جہاں تقسیمِ کار پر عمل نہ کیا جائے وہاں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔

دنیاوی نظام میں تو اکثر جگہ عورتوں کو مَردوں جتنا کام لینے کے باوجود اُجرت مردوں سے کم دی جاتی ہے اور یہ صورتحال صرف غریب ملکوں میں نہیں ہے، غیر ترقی یافتہ ملکوں میں نہیں ہے، بلکہ ترقی یافتہ ملکوں میں بھی یہی کچھ ہے اور اس کے خلاف آوازیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے نظام میں نیکیوں اور عملِ صالح کا برابر بدلہ ہے۔

لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے مومن کی یہ نشانی بھی بتائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرے، بہت محبت کرنے والا ہو۔ جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ: 166) کہ مومن سب سے زیادہ اللہ ہی سے محبت کرتا ہے۔ پس اگر حقیقی مومن کے انعامات کا حقدار بننا ہے تو اللہ تعالیٰ سے اپنی محبت کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اس لئے نہیں بجا لا رہیں کہ لوگ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں، پردے اس لئے اتر رہے ہیں کہ لوگ ہمیں گھورتے ہیں یا تنگ کرتے ہیں تو پھر یہ نہ ہی اللہ تعالیٰ کی خشیت ہے اور نہ ہی اس کا خوف ہے، نہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔

اگر بعض فیشن آپ اس لئے کر رہی ہیں کہ یہاں کا معاشرہ یہ پسند کرتا ہے کہ گھٹنوں سے اونچے اونچے اُوٹنگے کوٹ جو ہیں وہ پہن لئے یا تنگ کوٹ پہن لئے جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اُس سے بے پردگی ہوتی ہے اور اس سے آپ کے جسموں کی نمائش ہو رہی ہے تو یہ ایمان کی کمزوری ہے اور یہ اللہ تعالیٰ سے محبت میں کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے کو ہر نیکی کے بدلے میں دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب پہنچانا چاہتا ہے۔ اور ہم دنیا کے خوف یا دنیا کی محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکامات نہ بجا لا کر اس ثواب سے محروم ہو رہے ہیں۔ اور اب یہ صورتحال ہے تو پھر دیکھیں کہ یہ کس قدر گھاٹے کا سودا ہے۔ پس اگر جائزہ لیں تو انسان ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کا انکار کر کے ان اجروں سے محروم ہو رہا ہے جو خدا تعالیٰ ہمیں دینا چاہتا ہے اور مغربی سوچ کے زیرِ اثر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ پس اس بات پر غور سے سوچیں اور اپنی حالتوں کا جائزہ لیں۔

اس بات پر بعض یہ اعتراض کرتی ہیں کہ مرد آزاد ہیں اور ہمارے پر پابندیاں ہیں۔ ایک مومن عورت کا یہ کام ہے کہ ہمیشہ یہ دیکھے کہ خدا تعالیٰ کس طرح ہمارے سے پیار اور برابری کا سلوک کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر مردوں کو حکم دیا ہے کہ نمازیں پڑھو تو تمہیں ثواب ہو گا اور یہی تمہاری پیدائش اور زندگی کا مقصد ہے۔ تو عورت کو بھی اتنا ہی اجر دے کر محروم نہیں رکھا بلکہ اس کے علاوہ اس کی بعض مجبوریوں کی وجہ سے اس کو بعض قسم کی چھوٹ بھی مہیا کی ہے۔ مثلاً مرد کے لئے حکم ہے کہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد جاؤ کیونکہ یہی اصل طریق ہے کہ باجماعت نماز پڑھو تو ثواب کے زیادہ حقدار ٹھہرو گے۔ لیکن عورت کو کہا کہ تم گھر میں ہی نماز پڑھ لو کیونکہ تمہاری گھریلو مصروفیات ایسی ہیں کہ تمہیں مسجد جانے کی ضرورت نہیں۔ اور پھر بعض دنوں میں نمازوں کی ویسے ہی چھوٹ دیدی۔ روزہ رکھنے کا حکم ہے تو جس طرح مَردوں کو ہے اسی طرح عورتوں کو بھی ہے۔ جو مَردوں کو ثواب ملے گا وہی عورتوں کو ثواب ملے گا بلکہ بعض دنوں میں اور بچوں کو دودھ پلانے کے دنوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تا کہ کمزوری نہ ہو جائے۔ زکوٰۃ دینے کا حکم ہے تو مَرد کے لئے بھی ویسا ہی حکم ہے جیسا عورت کے لئے اور دونوں کو ایک جیسا ثواب ہے۔ صدقہ خیرات کے لئے اگر عورت کے پاس رقم نہیں تو ایک دفعہ جب ایک عورت نے آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میرے پاس رقم نہیں ہوتی تو کیا میں اپنے خاوند کی رقم لے کر دیدیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دیدی (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 714-713 حدیث اسماء بنت ابی بکر الدیق حدیث نمبر 27524 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء) کہ اگر تمہارے پاس صدقہ کے لئے رقم نہیں ہے تو مرد کی رقم نکال لو، ثواب تمہیں ہو جائے گا۔ حج کا حکم ہے تو جیسا مردوں کو اس کا ثواب ہے ویسا ہی عورتوں کو اس کا ثواب ہے۔ اخلاقِ حسنہ کے بجا لانے کا جیسا مردوں کو حکم ہے اور اس کا ثواب ہے ویسا ہی عورتوں کو اس کا ثواب ہے۔

قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا (الاحزاب:36) یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کئے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مختلف جگہوں پر اخلاقِ حسنہ کا ذکر فرمایا ہے۔ بعض نیکیوں کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور بعض برائیوں کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے اور اس کا ثواب جس طرح مَردوں کو ہے اسی طرح عورتوں کو ہے۔ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمان مَردوں اور عورتوں کی بعض خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ مسلمان اور مومن کے لفظ کا علیحدہ استعمال اس لئے کیا ہے کہ اَسْلَمْنَا کے بعد پھر ایمان میں ترقی کی منزلیں طے ہوتی ہیں۔ پس ایک احمدی عورت کا کام ہے کہ ایمان میں ترقی کی طرف قدم بڑھائے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کی وارث بنے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ لینے کے لئے ایمان میں ترقی کے لئے فرمانبرداری شرط ہے اور فرمانبرداری یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر کامل شرحِ صدر کے ساتھ عمل کرنے کی کوشش ہو اور ان لوگوں میں شامل ہو جن کے متعلق قرآن فرماتا ہے: وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْھَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا (الفرقان: 74) اور وہ لوگ جب ان کے ربّ کی آیات اُنہیں یاد دِلائی جاتی ہیں تو ان سے بہروں اور اندھوں کا معاملہ نہیں کرتے۔

پس جب آپ نے اس زمانہ کے امام کو مان کر اُس کی بیعت میں شامل ہو کر یہ اعلان کر دیا ہے کہ ہم مسیح و مہدی کو ماننے والے ہیں تو پھر سچائی کا تقاضا یہ ہے کہ کامل فرمانبرداری دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان پر عمل کریں۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے حکم کو بھی بہت اہم سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ اگر کامل فرمانبرداری دکھاؤ گے تو تمہارے درجے بلند ہوں گے اور وہ لوگ کامیابیاں دیکھیں گے جو فرمانبرداری دکھانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ (النور:53) اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور اُس کا تقویٰ اختیار کریں وہ بامراد ہو جاتے ہیں۔

پس ایک احمدی عورت اور لڑکی کے دل میں بامرادی کا تصور یہ ہونا چاہئے کہ نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے، نہ کہ دنیاداری میں پڑ کر اپنے تقدّس کو ضائع کر دینا ہے۔ نہیں، بلکہ اپنے تقدس کو ہمیشہ قائم رکھنا ہے۔ یہ سوچنا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب کس طرح پا سکتی ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ جن لوگوں کو آپ آزاد سمجھتی ہیں اور وہ بڑی خوش باش نظر آتی ہیں اُن میں سے بعض بلکہ اکثریت جو بے چین ہیں وہ تو آہستہ آہستہ ہماری طرف شامل ہو رہی ہیں۔ اُن کے اندر بے چینیوں کے پہاڑ کھڑے ہیں کیونکہ یہ ظاہری خوشی اُن کو نظر آ رہی ہے۔ سکون کی تلاش میں کوئی کسی نشہ کا سہارا لے رہا ہے۔ کوئی شراب کا سہارا لیتی ہے۔ کوئی کلبوں میں ناچ گانے میں سکون تلاش کرتی ہے یا سکون تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ کوئی مردوں سے دوستیوں میں اپنی عزت اور عصمت کی بھی پروا نہیں کرتی۔ لیکن پھر بھی ان کی بے چینیاں کم نہیں ہوئیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان بے چینیوں کو دُور کرنے کے لئے اپنے ذکر اور اپنی اطاعت کی طرف توجہ دلائی ہے اور اعلان فرمایا ہے کہ اگر تم صحیح رنگ میں فرمانبرداری اختیار کرو گے تو تم فَآئِزُوْن میں شمار ہو گے، بامراد ہو گے۔ یہ دنیا تو ایک ابتلا کا گھر ہے، اس کے امتحانوں سے جب انسان کامیاب گزرتا ہے تب ہی کامیابی کی صحیح منزلوں کو پاتا ہے۔

پھر سچائی کی طرف توجہ دلائی۔ سچائی کیا ہے؟ حق بات کا اظہار اور لغویات سے پرہیز۔ کوئی بھی کام جب لڑکیاں اپنے ماں باپ سے اِس خوف سے چُھپ کر کر رہی ہیں کہ اگر ماں باپ کو پتہ چل گیا تو ناراض ہوں گے، ہمارے گھر والوں کی بدنامی ہوگی، معاشرے میں اسے برا سمجھا جائے گا، ہمارے مستقبل پر اس کا اثر پڑے گا، جماعت کی تعلیم کے خلاف ہونے کی وجہ سے جماعت ہمارے خلاف کارروائی کرے گی تو ایسی باتیں لغویات بھی ہیں اور جھوٹ بھی ہیں۔ کیونکہ جب کسی نے ان باتوں کو اگر کیا ہے جس کے وہ نتائج نکل سکتے ہیں جن کا مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے تو پھر اُنہیں چھپانے کی کوشش ہوگی اور یہ پردہ ڈالنے کے لئے جھوٹ کا سہارا لینا پڑے گا۔ پھر سچائی کو اس طرح بھی چھپایا جاتا ہے کہ اپنی یا اپنے کسی عزیز کی غلطی کو جو نظامِ جماعت کے سامنے آ جائے جھوٹی گواہی دے کر ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بعض دفعہ ایک دوسرے کے خلاف غلط الزامات لگا کر نظامِ جماعت کے سامنے یا میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک مومن کی یہ نشانی ہے کہ اُس کا ہر قول و فعل سچائی کا نمونہ ہو۔

صبر بھی ایک بہت بڑا خلق ہے۔ یہ ذاتی طور پر تکلیفوں پر بھی ہے اور جماعتی تکلیفوں پر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی معاملات میں صبر کے نمونے ہر مرد اور عورت نے بہت دکھائے ہیں اور ثابت قدمی کا اظہار کیا ہے۔ انتہائی ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا ہے، اپنی جانیں تک قربان کی ہیں۔ لیکن ذاتی معاملات آ جائیں تو اکثر صبر کے دامن چھوٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر کے اعلیٰ نمونے دکھاؤ۔ بہت سی بدمزگیاں ہیں اور لڑائیاں ہیں جو معاشرے میں بے صبری کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں۔

پھر ایک خُلق ہے عاجزی۔ اور عاجزی دکھانا بھی ایک مومن مرد اور عورت کے لئے بڑی اہم بات ہے۔ کہنے کو تو کہہ دیا جاتا ہے کہ مَیں تو بہت عاجز ہوں، بہت عاجز

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر296

مکرم الہلالی الطاہر صاحب (1)

میرا تعلق تیونس سے ہے جہاں میری پیدائش 1991ء میں ہوئی۔ میرا جماعت سے تعارف ایم ٹی اے کے ذریعہ ہوا، اور قبول احمدیت کی وجہ سے زندگی میں ایک انقلاب آ گیا۔ یہ داستان کسی قدر اختصار کے ساتھ نذرِ قارئین کی جاتی ہے۔

مَیں پیشہ کے اعتبار سے ایک میوزیشن تھا۔ میری دو دن کی کمائی ایک عام حکومتی ملازم کی مہینے بھر کی کمائی سے زائد تھی۔ باوجود اس گندے دھندے کے مَیں غیر اخلاقی کاموں اور بے حیائی کے راستوں سے بچا رہا۔ اور باوجود میرے اس کام کے ہمارا گھرانہ محلے میں اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے مشہور تھا۔

ایم ٹی اے سے تعارف

کاظم نامی میرا ایک دوست بھی میوزیشن تھا جس کے پاس میرا آنا جانا رہتا تھا۔ وہ اکثر مختلف دینی چینلز بھی دیکھتا اور دورانِ ملاقات انبیائے کرام کے قصص بیان کرتا رہتا۔ ''امین'' نامی ایک شخص ہم دونوں کا دوست تھا اور اکثر ہماری اس مجلس میں شامل ہو جاتا تھا۔ ''امین'' نے دینی امور کے بارہ میں ہماری دلچسپی کو دیکھتے ہوئے ایک دن فون پر بتایا کہ ایک دینی چینل ایم ٹی اے 3 العربیہ بھی ہے اور اس پر اس وقت ''الحوار المباشر'' کے عنوان سے ایک بہت دلچسپ پروگرام جاری ہے۔ ہم نے یہ پروگرام دیکھا تو بہت پسند آیا۔ اور پھر ہم ہفتہ بھر یہی چینل دیکھتے رہے ہمیں اس کے پروگراموں کے شرکاء کا طریقِ گفتگو بہت پسند آیا، یہاں تک کہ جب ہم اپنے گانے بجانے کے کام سے رات کے آخری پہر کو لوٹتے تو ٹی وی پر اس چینل کی نشریات دیکھنے لگ جاتے۔ اسی طرح کام کے دوران بھی اسی چینل کے پروگراموں اور ان میں مذکور امور کے بارہ میں ہی سوچتے رہتے۔

پھر ایک روز جب ہم ایم ٹی اے دیکھ رہے تھے کہ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی گئی جس کے نیچے آپ کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' پڑھ کر میرے دوست نے مجھے بلایا اور کہا کہ کیا یہ شخص نبی ہے؟ اگر نبی نہیں تو پھر اس کے نام کے ساتھ علیہ السلام کیوں لکھا ہے؟ مَیں نے کہا شاید یہ اس چینل والوں کا کوئی بڑا عالم ہوگا اور انہوں نے اس کے احترام میں کسی قدر مبالغہ کرتے ہوئے ایسا کیا ہوگا۔ میرے دوست کو میری بات سے اتفاق نہ ہوا اور اس نے کہا کہ کل ہم اس کی حقیقت جاننے کی کوشش کریں گے۔ اگلے روز ہم شام سے لے کر طلوعِ فجر تک اسی چینل کے پروگرام دیکھتے رہے جس کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ تصویر والا شخص امام مہدی ہے۔

امام مہدی کا غلط تصور

ظہور امام مہدی کی خبر میرے لئے کسی صدمہ سے کم نہ تھی۔ کیونکہ مَیں امام مہدی کے ظہور سے بہت خائف تھا اور اس کے بارہ میں مروجہ عقائد میں یہ بھی سن رکھا تھا کہ وہ کسی پر رحم نہیں کرے گا بلکہ لوگوں کی گردنیں کاٹنے کے سوا شاید اسے اور کوئی کام نہ ہوگا۔ نیز یہ کہ امام مہدی کے آنے کے چند سال بعد تو قیامت آ جائے گی اور دنیا فنا ہو جائے گی۔ اس لئے یہ خبر تو نہایت خوفناک اور دل دہلا دینے والی تھی۔

میری خالہ مجھے بچپن میں اکثر کہا کرتی تھیں کہ بیٹا تم بڑے ہو کر ڈسکو کلبوں میں نہ جانا کیونکہ جب امام مہدی آئے گا تو پہلے ایسے مقامات میں موجود لوگوں کا صفایا کرے گا۔ چونکہ ابھی ہمارے نزدیک دنیا کے ختم ہونے کے کوئی امکانات نہیں تھے اس لئے ہمارے نزدیک امام مہدی کا ظاہر ہونا ایک خیالی امر تھا۔ اور ہم فون کر کے کہنا چاہتے تھے کہ اس سلسلہ کو بند کریں لیکن ایسا نہ کر سکے۔ ابھی ہم ان باتوں کے بارہ میں سوچ ہی رہے تھے کہ ایک مولوی نے دوران پروگرام فون کر کے ہمارے دل کی بات کر دی۔ لیکن اس کا جو جواب دیا گیا وہ حیران کن اور ہماری توقع کے بالکل برعکس تھا۔ یہ جواب سن کر میرے دوست نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ ہمیں ان کے بارہ میں فیصلہ صادر کرنے سے قبل ان کی باتیں اور دلائل سن لینے چاہئیں۔ چنانچہ ہم نے پہلے سے بہت زیادہ شوق کے ساتھ اس چینل کے جملہ پروگرامز دیکھنے شروع کر دیئے۔ اسلامی مفاہیم اور آیات قرآنیہ کی عقل و منطق کے مطابق تفسیر سن کر ہمیں روحانی لذّت کا احساس ہونے لگا۔

اک نشاں کافی ہے!

ایم ٹی اے کے پروگراموں کو دیکھتے ہوئے ایک روز ہمیں معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جِنّوں کے بارہ میں مروجہ خیال غلط ہے اور ایسے کوئی جنّ موجود نہیں ہیں جو لوگوں کے سروں پر سوار ہو کر ان سے اوٹ پٹانگ حرکات سرزد کرواتے ہوں۔ جبکہ ہمارے نزدیک تو یہ بات دین کی بنیادی تعلیم میں سے تھی۔ مَیں نے اپنے اہل واقارب سے بات کی تو سب نے مجھے کہا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک پوری سورت جنّوں کے بارہ میں اتاری ہے پھر ان کا انکار کیونکر ممکن ہے؟ لہذا ان کے دلائل کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے مَیں نے اس چینل سے دور رہنے کا فیصلہ کر لیا۔

لیکن جب مَیں اپنے دوست سے ملنے گیا تو اس نے جنّوں کے خرافاتی تصوّر کے ردّ میں ایم ٹی اے پر بیان کئے جانے والے دلائل بھی بیان کئے۔ لیکن میری پھر بھی تسلی نہ ہوئی۔ اس نے کہا یہ لوگ امام مہدی کی صداقت کا ایک عجیب نشان بھی پیش کرتے ہیں۔ پھر جب اس نے کسوف وخسوف کے نشان کا تفصیلی ذکر کیا تو مَیں نے کہا کہ اگر ایسا ہوا ہے تو بلاشبہ یہ امام مہدی کی صداقت کا غیر معمولی نشان ہے۔ میرے دوست نے کہا کہ میں نے چیک کر لیا ہے اور ایسا واقعہ ہوا ہے۔ مَیں نے کہا کہ پھر میرے لئے اور کسی نشان کی ضرورت نہیں ہے۔

ایم ٹی اے سے گہری وابستگی

اس کے بعد ایم ٹی اے دیکھنا ہی میرا معمول بن کے رہ گیا، حتی کہ مَیں روزانہ کم از کم 12 گھنٹے تک اس کے پروگرامز دیکھتا رہتا۔ میری اس روش کو دیکھ کر میرے اہل خانہ تنگ آ گئے کیونکہ گھر میں ایک ہی ٹی وی تھا اور گھر والوں نے اپنے پسندیدہ پروگرامز بھی دیکھنے ہوتے تھے، چنانچہ مَیں نے اپنے لئے ایک ڈش اور ٹی وی علیحدہ خرید لیا تا کہ کوئی مجھے ڈسٹرب نہ کرے۔ مجھے اس وقت کمپیوٹر کا استعمال نہیں آتا تھا اس لئے مَیں نے ایک کاپی اور قلم بھی ساتھ رکھ لیا اور مختلف مسائل کے بارہ میں دلائل اور قابلِ ذکر امور کے نوٹس لینے لگا۔ رفتہ رفتہ میرے دل میں بیعت کرنے کی خواہش شدّت اختیار کرنے لگی، لیکن باوجود مطمئن ہونے کے بھی کوئی انجانا سا خوف دامنگیر رہنے لگا۔

یہی راہِ حق ہے!

ایک روز مکرم محمد شریف عودہ صاحب نے پروگرام ''الحوار المباشر'' میں کہا کہ اگر کوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے بارہ میں حق الیقین پر قائم ہونا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ استخارہ کرے اور خدا تعالیٰ سے صراطِ مستقیم اور طریقِ حق جاننے کے لئے دعا کرے۔

یہ سن کر میں نے اُسی رات ہی نمازِ استخارہ ادا کی تو اسی رات رؤیا میں دیکھا کہ میں پروگرام ''الحوار المباشر'' میں دیگر شرکاء کے ساتھ بیٹھا ہوں ایسے میں مکرم محمد شریف عودہ صاحب میرے کان میں آہستگی سے کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہی رہو کیونکہ یہی راہِ حق ہے۔ جب مَیں جاگا تو فجر کی اذان ہو رہی تھی۔ اس رؤیا کے بعد مَیں نے نمازِ فجر نہایت خشوع وخضوع سے ادا کی اور بیعت کا فیصلہ کر لیا لیکن مجھے بیعت کا طریق معلوم نہ تھا۔ سوچ بچار کے بعد میں نے ایم ٹی اے پر دیئے جانے والے فون نمبر پر رابطہ کیا تو مجھے بیعت کا طریق بتایا گیا۔ یہ 2009ء کی بات ہے جبکہ میری عمر 17 سال تھی۔ تقریباً ایک ماہ گزرنے کے بعد مکرم محمد شریف عودہ صاحب نے مجھے بتایا کہ حضورانور نے آپ کی بیعت قبول فرما لی ہے۔ یہ سن کر میرے آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ کیونکہ میرے لئے یہ نہایت عجیب بات تھی کہ مکرم محمد شریف صاحب کی زبانی ہی میں نے استخارہ کرنے کی بات سنی، پھر وہی میری خواب میں آئے اور کہا کہ یہی راہِ حق ہے، اور انہوں نے ہی مجھے قبولِ بیعت کے بارہ میں اطلاع دی۔ اس بات نے مجھے ایمان ویقین اور استقامت میں مزید بڑھایا۔

اسی ہفتے مَیں نے خود کو رؤیا میں ایک بڑی مسجد میں دیکھا جو لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ ایسے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لاتے ہیں اور مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیتے ہیں۔ ہم مل کر مالٹے کا شربت اور کچھ بسکٹ کھاتے ہیں۔ اس رؤیا نے بیعت کی قبولیت کی روحانی لذّت کو دوبالا کر دیا۔

سستی اور پھر ذمہ داری کا احساس

میرا رابطہ افراد جماعت سے ہو گیا تھا اور مَیں نے انہیں ایمان واخلاص میں فرشتہ صفت پایا۔ ان کی محبت کی آگ میرے دل میں بھڑکنے لگی لیکن میرے کام کی وجہ سے میرے اندر ابھی بے شمار برائیاں باقی تھیں اور مَیں کسی قدر سستی کا شکار ہو گیا۔ میں ان کے فون کرنے پر ان سے ملنے کا عزم کرتا لیکن سستی اور کمزوری کی وجہ سے وہ عزم ٹوٹ جاتا۔ ایک روز مَیں بیٹھا تھا کہ انہی سوچوں نے آ گھیرا۔ مَیں نے خود کلامی کے عالم میں خود سے کہا کہ جب تمہارے سارے اعمال وہی ہیں جو احمدیت سے پہلے تھے تو احمدی ہونے کا کیا فائدہ؟ اس سوال نے مجھے اپنے نفس کے سامنے شرمندہ کر دیا۔ چنانچہ میں نے اسی دن سے پنجوقتہ نماز کا التزام شروع کر دیا۔ اور جب میں نے اپنے ایک احمدی دوست کو فون کیا تو انہوں نے مجھے بلایا اور میں نے ان کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی۔ اس کے بعد ایک دوست نے بعض احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں جن میں دنیا کی چکاچوند سے بچنے کی تعلیم تھی۔ میں تو ان احادیث کو سن کر جیسے پگھل کر رہ گیا۔ یہ عرصہ میری باطنی تطہیر کا عرصہ ثابت ہوا کیونکہ اس میں میرے کئی گند دھلے اور کئی برائیاں چھوٹیں اور روحانی لذت ملنے لگی۔ ان ایام کو مَیں کبھی نہیں بھلا سکتا اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہ لذت ہر احمدی کو عطا فرمائے، آمین۔

کام کو خیر باد کہہ دیا!

ایک روز مجھے بتایا گیا کہ کل سب احمدی دوست مل کر نمازِ تہجد ادا کرنا چاہتے ہیں اور سب کو شمولیت کی دعوت ہے۔ مَیں بھی چلا گیا اور وہاں عجیب منظر دیکھا۔ ہر شخص ہی تضرع وابتہال اور خشوع وخضوع کی مجسم صورت بنا ہوا تھا۔ یہی حالت ان کی فرض نمازوں میں بھی دیکھی جاتی تھی۔ مجھے یہ حالت میسر نہ آئی۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے ابھی تک اپنا کام نہیں چھوڑا تھا۔ اور چونکہ مَیں احباب سے منقطع رہا تھا اس لئے دوبارہ ملاقات پر کسی نے اس بارہ میں نہ پوچھا نہ کسی نے نصیحت کی۔ لیکن اندر ہی اندر مجھے یہ بات پریشان کئے جا رہی تھی۔ اکثر شدتِ خوف سے مجھے رات کو نیند نہ آتی تھی، میں سوچتا تھا کہ اگر میں آج رات مر گیا تو خدا کو کیا جواب دوں گا؟ چند دن بعد جب ماہِ رمضان شروع ہوا تو مَیں نے کہا کہ کم از کم رمضان میں مَیں اس کام سے دور رہوں گا۔ میں نے ایسے ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس رمضان میں مجھے بہت سے رؤیائے صالحہ سے نوازا۔ رمضان ختم ہوا تو میرے دوست نے مجھے کام کے لئے بلایا۔ مَیں نے کہا کہ مَیں نے آج کے بعد یہ کام نہیں کرنا۔ اس نے کہا کہ مَیں نے مختلف مقامات پر پروگرام کرنے کے وعدے کئے ہیں اور خلاف ورزی کی صورت میں جیل کی ہوا کھانی پڑے گی۔ مَیں نے کہا کہ میرے لئے شاید جیل جانا اس کام سے بہتر ہوگا۔ اس لئے تم میری جگہ کوئی اور شخص لے لو۔

جب میرے اس گندے پیشے کی کمائی بند ہوئی تو گھر والے بہت ناراض ہو گئے، انہوں نے مجھ سے قطع تعلق کر لیا اور میرا کھانا بھی بند کر دیا۔ ایسے میں میرے احمدی دوستوں نے میری بہت مدد کی اور مصروف رکھنے کے لئے مجھے ضیافت کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔ اس خدمت کے دوران مجھے کھانا پکانا بھی آ گیا، یوں مختلف مواقع پر مجھے خدمت کی توفیق ملتی رہی۔

پھر ایک احمدی دوست کے کہنے پر مجھے ایک جگہ ملازمت مل گئی لیکن یہ کام مجھے پسند نہ آیا۔ شاید اس لئے کہ مجھے وہاں پر عموماً کم لباس خواتین کا سامنا کرنا پڑتا تھا لہذا میں نے یہ کام چھوڑ دیا۔

بعد میں مجھے جماعت کے خدام واطفال کی تربیت کا کام سونپا گیا۔ مَیں نے ان کے کورسز بنا کر دینی معلومات کی باقاعدہ کلاسز جاری کیں اور ان امور پر بفضلہ تعالیٰ کام ہو رہا ہے۔

مَیں نے مادی طور پر سب کچھ کھو دیا ہے لیکن جو روحانی دولت پائی ہے اس کا کوئی بدل نہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہدایت کے رستے پر چلائے رکھے اور ثباتِ قدم عطا فرمائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

اسلام کے اصولِ اطاعت

(تحریر: حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللّٰہ عنہ)

(قسط نمبر5)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سورۃ الکافرون کی آیت لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’**چوتھی چیز جس سے احکام کی تعمیل میں بشاشت قلبی پیدا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو خود سمجھ آجائے کہ شریعت کے احکام اس کے حق میں مفید ہیں اور یہ کہ اُن پر چل کر اُسے اس کا مقصود مل سکتا ہے۔** پس جب اس کو یہ سمجھ آجائے گی تو وہ شریعت پر خوشی سے عمل کرے گا اور اسے چٹّی نہیں سمجھے گا۔

یہ بات بھی صرف اسلام کی پیش کردہ تعلیم میں ہی ہے کہ نہ صرف اس پر چل کر خدا تعالیٰ بندہ سے راضی ہوجاتا ہے بلکہ ان احکام پر عمل کرنے کی وجہ سے اس عمل کرنے والے کی ذات کو بھی فائدہ پہنچتا ہے اور اس کی قوم کو بھی۔

نماز

مثلاً نماز ہے۔ نماز پڑھنے سے صرف یہی نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ کی لقاء ہوتی ہے۔ بلکہ انسان کو ذاتی فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بہت سی خرابیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت: 46)

کہ حقیقی نماز انسان کو بدیوں اور برائیوں سے روکتی ہے۔ پس جو شخص نماز پڑھتا ہے اس کو ذاتی طور پر یہ فائدہ پہنچے گا کہ وہ کئی قسم کی بدیوں سے بچ جائے گا۔ جس سے دوسرے لوگ محفوظ نہیں رہ سکتے۔ گویا نماز پڑھنے والا ایک محفوظ قلعہ میں داخل ہوجائے گا جس کے اندر شیطان داخل نہیں ہوسکتا۔

پھر نماز سے کئی قومی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ یہ امر ہر وقت سامنے رہتا ہے کہ ہم نے اپنے شیرازہ کو قائم رکھنا ہے۔ ہمارا ہر وقت ایک واجب الاطاعت امام ہونا چاہئے جس کے ہاتھ پر قوم جمع رہ کر اسلامی جھنڈے کو بلند رکھ سکے۔ اسی طرح مسجد میں جانے کی وجہ ایک دوسرے کے حالات سے واقفیت ہوجاتی ہے۔ گویا وہ مقصد جس کو ہر عقلمند قوم چاہتی ہے مسلمانوں کو زائد طور پر حاصل ہوجاتا ہے۔

روزہ اور زکوٰۃ

اسی طرح روزہ اور زکوٰۃ ہیں۔ ان سے صرف روزہ رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے کا ہی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ کسی قوم کی تنظیم اور اس کی مضبوطی کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہوسکتی ہے، مسلمانوں کو مفت میں حاصل ہوجاتی ہیں۔

حج

اسی طرح اسلامی عبادات میں سے ایک حج بھی ہے اس میں ذاتی فوائد کے علاوہ سیاسی فائدے بھی ہیں کہ ذی اثر لوگوں میں سے ایک جماعت ہر سال جمع ہوکر تمام عالم کے مسلمانوں کی حالت سے واقف ہوتی رہتی ہے اور اخوّت اور محبت ترقی کرتی ہے اور ایک دوسرے کی مشکلات سے آگاہ ہونے اور آپس کے تعاون کے حاصل کرنے اور ایک دوسرے کی خوبیاں اخذ کرنے کا موقع ملتا ہے اور اگر تمام عالم اسلامی کے مسلمان مل کر باہمی فائدے کے لئے کوئی مشورہ کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں۔

پس وہ تمام باتیں جو احکام کی تعمیل میں بشاشت قلبی اور حقیقی اطاعت کی روح پیدا کرسکتی ہیں صرف اسلام کی پیش کردہ تعلیم میں ہیں اَور کسی مذہب کے احکام میں نہیں۔ اس لئے شرک یا دوسرے مذاہب کی موجودہ حالت میں فرمانبرداری تو ہوسکتی ہے مگر اطاعت نہیں ہوسکتی۔ جس چیز کو غیر مذاہب کے ماننے والے اطاعت کا نام دیتے ہیں وہ درحقیقت پیروی کرنا ہے جس کا نام غلطی سے اطاعت رکھ لیا گیا ہے۔

مشرکین کے مذہب کی بنیاد

مثلاً مشرکین کو لے لیں (اس سورۃ میں صرف مشرکین کا ذکر نہیں بلکہ سب کفار کا ذکر ہے)۔ **مشرکین کے مذہب کی بنیاد (۱) رسم و رواج پر (۲) اوہام پر اور (۳) دائمی زندگی کے انکار پر ہے** اور شرح صدر اور احکام کی تعمیل کا شوق ان امور کی موجودگی میں ناممکن ہے۔

جو شخص صرف اس لئے کوئی کام کرتا ہے کہ اس کے باپ دادا ایسا کرتے تھے وہ ایک قسم کے جبر کے ماتحت ایسا کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اگر مَیں نے ایسا نہ کیا تو لوگ ناخلف سمجھیں گے۔ قوم میں ناک کٹ جائے گی۔ پس رسم و رواج کی اطاعت بشاشت سے نہیں ہوتی۔

اسی طرح جو شخص محض وہم کی بناء پر کسی امور کو سرانجام دیتا ہے وہ بھی بشاشت سے اس کو بجا نہیں لاتا کیونکہ بالکل ممکن ہے کہ کل کو کوئی اور وہم اُسے اس کام کے خلاف کام کرنے پر مجبور کردے۔ چنانچہ مشرکین روزانہ اپنے طریق کو بدلتے ہیں۔ کوئی کسی بُت کو مانتا ہے کوئی کسی کو۔ کوئی کسی طریق کو اختیار کرتا ہے کوئی کسی طریق کو۔

تیسرے۔ دائمی زندگی کے انکار کی وجہ سے بھی اعمال محض ایک محدود دائرہ پر اثر انداز ہوتے ہیں اور عمل میں وہ قربانی اور بشاشت نظر نہیں آتی جو ایک دائمی زندگی پر ایمان لانے والے کو نصیب ہوسکتی ہے۔

ان تمام باتوں کے خلاف **اسلام رسم و رواج کا سخت مخالف ہے کیونکہ بہت سی رسوم بھی بدی کا ایک راستہ بن جاتی ہیں۔** بہت سی بدیاں انسان اس وجہ سے کرتا ہے کہ وہ رسوم میں جکڑا ہوا ہوتا ہے۔ مثلاً اس کے پاس روپیہ کافی نہیں ہوتا اور ملک کی رسم چاہتی ہے کہ خاص قسم کا لباس پہنے۔ وہ اس رسم کا مقابلہ نہ کرسکنے کی وجہ سے ناجائز ذرائع سے روپیہ کماتا ہے۔ اس لئے اسلام رسموں سے منع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وہ ایک بوجھ ہیں جن کو قومی خوف کی وجہ سے انسان اٹھاتا ہے ورنہ وہ بوجھ طاقت سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان میں غریب اور امیر، مقروض اور آزاد کا لحاظ نہیں رکھا جاتا اور لوگوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی خیالی عزّت کی حفاظت اور اپنے ہم عصر لوگوں کو ذلیل ہونے سے بچنے کی غرض سے گناہ اور بدی میں مبتلا ہوں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ **رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی ایک غرض یہ بھی بیان فرماتا ہے کہ تا آپ کے ذریعہ لوگوں کو رسوم کے پھندے سے نکالا جائے۔** چنانچہ فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ (الاعراف:158)

یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص طور پر ان لوگوں کو ملے گی جو کامل طور پر اس موعود رسول کی اطاعت کریں گے جس کی بعثت کی بشارات کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ رسول وقت پر مبعوث ہوکر انہیں نیک کاموں کی تلقین کرتا ہے اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام قرار دیتا ہے اور وہ ان سے سخت حکموں کے بوجھوں کو اور رسومات کے پھندوں کو جو ان کی گردنوں میں پڑے ہوئے تھے دُور کرتا ہے۔

چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ایک غرض رسم و رواج کو مٹانا تھا۔ اس لئے **اسلام نے صرف رسوم کی مخالفت ہی نہیں کی بلکہ ان کو مختلف دلائل کے ذریعہ سے جڑ سے اکھیڑنے کی پوری کوشش کی ہے۔** چنانچہ اس نقطۂ نظر کے ماتحت رسم و رواج کے پیچھے چلنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ۔ (المائدہ:105)

یعنی جب لوگوں کو یہ دعوت دی جاتی ہے کہ اس شریعت کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے تو اس کے جواب میں یہ کہہ دیتے ہیں کہ جن رسوم و عادات پر ہم نے اپنے باپ دادا کو چلتے ہوئے پایا وہی طریق ہمارے لئے کافی ہے۔ کیا اپنے باپ دادا کی تقلید کا دعویٰ کرنے والے یہ نہیں سمجھتے کہ ہوسکتا ہے کہ ان رسوم کے ترویج دینے والے نہ تو کوئی ذاتی علم رکھتے ہوں جس کی بناء پر انہوں نے ان رسوم کو چلایا اور نہ انہیں خدا کی طرف سے کوئی ہدایت ملی ہو کہ وہ ان رسوم کو رائج کریں۔ بلکہ ان کی جاری کردہ رسوم سراسر جہالت پر مبنی ہوں تو کیا یہ لوگ پھر بھی لکیر کے فقیر بنے رہیں گے۔ گویا اسلام رسم و رواج کی تقلید کرنے کو جہالت قرار دیتا ہے اور بار بار کہتا ہے کہ ہر کام کی بنیاد واقعات، حقائق اور بیّنات و شواہد پر ہونی چاہئے جیسے فرمایا:

اے ہمارے رسول! اعلان کردو کہ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (یوسف:109)

میرے اور میرے متبعین کے عقائد کی بنیاد رسم و رواج پر نہیں بلکہ ہماری بنیاد حقائق و شواہد اور بیّنات پر ہے۔ کیونکہ کامیابی رسم و رواج پر چل کر نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آمدہ ہدایت ہی کامیابیوں کے راستے کھولتی ہے۔ پس اسلام رسوم و رواج کو مٹاتا اور اس کی سخت مخالفت کرتا ہے اور رسم و رواج پر چلنے والوں اور اس کی ترویج کرنے والوں کو جاہل قرار دیتا ہے اور اس کے مقابل پر خدائی ہدایت پر چلنے کی دعوت دیتا ہے۔ کیونکہ حقیقی اطاعت کا مادہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی ہدایت سے ہی پیدا ہوسکتا ہے اور رسم و رواج کی پیروی جبر و اکراہ سے ہوتی ہے نہ کہ بشاشتِ قلب سے۔

(۲) پھر ایک حقیقی مسلم مشرکوں کے معبودوں کی اطاعت کیسے کرسکتا ہے جبکہ ان کی طرف منسوب ہونے والے خیالات وہموں کا مجموعہ ہیں۔ بتوں کے متعلق یہ خیالات کہ اگر ان کی عبادت نہ کی گئی تو نقصان پہنچائیں گے سوائے اوہام کے اور کیا قرار دیے جاسکتے ہیں اور ایسے ہی اوہام کی بنا پر لوگ ان بتوں کے سامنے اپنی اولاد کی قربانی دے دیتے ہیں۔ حالانکہ بُت ان کے اپنے ہاتھوں کے تراشے ہوئے ہوتے ہیں پر وہ اس حقیقت کو سمجھتے نہیں۔

حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ تھے اور ایک عرصہ تک مہاراجہ کشمیر کے طبیب خاص بھی رہے ان کو ایک دن مہاراجہ کشمیر نے کہا کہ آپ اور کچھ نہیں کرتے تو کالی دیوی کی پوجا تو ضرور کرلیا کریں کیونکہ وہ بڑی سخت ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل فرمانے لگے: مہاراج یہ دیوی ہمیں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد مہاراجہ خود ہی کہنے لگا کہ ہاں مولوی صاحب بات میری سمجھ میں آگئی۔ جو شخص میری حکومت میں نہیں رہتا مَیں اس کو کوئی سزا نہیں دے سکتا۔ اسی طرح چونکہ آپ کالی دیوی کی حکومت تسلیم نہیں کرتے اور اپنے آپ کو اس کی حکومت سے باہر قرار دیتے ہیں اس لئے وہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتی۔

غرض بتوں کی طرف منسوب ہونے والی باتیں محض توہم پرستی کا نتیجہ ہوتی ہیں اور ایک غور وفکر کرنے والا انسان توہم پرستی کا شکار نہیں بن سکتا۔

چنانچہ فتح مکّہ کے موقع پر ہندہ جو ابوسفیان کی بیوی تھی اور مسلمانوں کی سخت مخالف تھی۔ حتیٰ کہ اس نے اپنی مخالفت کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ کا کلیجہ کچا چبایا تھا۔ وہ عورتوں کے جھنڈ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی اور بغیر اپنا نام بتانے کے بیعت کرلی۔ چونکہ وہ ایک دلیر عورت تھی اس لئے بیعت کے وقت خاموش نہ رہ سکی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے کہ اے عورتو! اقرار کرو کہ ہم شرک نہ کریں گی۔ تو ہندہ بے ساختہ بول اٹھی کہ جب یہ واضح ہوچکا ہے کہ بتوں کی کچھ طاقت نہیں۔ آپ کو خدا نے کامیابی و کامرانی دی اور ہم ذلیل ہوئے تو اب اس کے بعد کس طرح شرک کرسکتی ہیں؟

پس بتوں کی طرف منسوب ہونے والی تعلیم محض وہم ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں سورۂ انعام میں تفصیل کے ساتھ اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مشرکوں میں بعض باتیں محض اوہام کی بنا پر رائج تھیں۔ مثلاً یہ کہ اس اس قسم کے جانور فلاں قسم کے لوگ کھا سکتے ہیں اور فلاں قسم کے لوگ ان جانوروں کو نہیں کھا سکتے۔ جن لوگوں کو منع کیا گیا ہے اگر وہ ان جانوروں کو کھائیں گے تو ان کو نقصان پہنچے گا۔ اسی طرح بعض سواری کے جانوروں کو وہ محض اوہام کی بنا پر چھوڑ دیتے اور کہتے تھے کہ فلاں فلاں جانوروں پر سواری نہیں کرنی چاہئے۔ اور جن جانوروں کو مشرک لوگ بتوں کا چڑھاوا قرار دے کر اُن سے کام لینا حرام قرار دے دیتے تھے۔ اُن میں سے بعض دفعہ نَر کو اور بعض دفعہ مادہ کو اور بعض دفعہ جو بچہ ان کے پیٹوں میں ہوتا اُسے مردوں کے لئے حلال اور عورتوں کے لئے حرام قرار دے دیتے اور یہ سب کچھ وہم کا نتیجہ تھا اور کچھ نہیں۔ کیونکہ اُن کے پاس اس کی کوئی عقلی دلیل نہ تھی۔

قرآن کریم ان کی رسوم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

’’جب تک اوپر سے سلسلہ جاری رہا میں بولتا رہا اور جب ختم ہو گیا بس کر دیا۔‘‘

ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نشان جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے دکھائے ایسے ہیں جو ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرتے ہیں اور مخالفین احمدیت کا منہ بند کرنے کے لئے ہمیں مواد مہیا کرتے ہیں۔ آپ کی صداقت کی دلیل ہمیں مہیا کرتے ہیں۔

پس خدا سے ڈرو اے جوانمردو اور مجھے پہچانو اور نافرمانی مت کرو اور نافرمانی پر مت مرو اور زمانہ نزدیک آ گیا ہے اور وہ وقت نزدیک ہے کہ ہر ایک جان اپنے کاموں سے پوچھی جائے اور بدلہ دی جائے۔

11؍اپریل 1900ء کو رونما ہونے والے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم الشان علمی معجزہ ’خطبہ الہامیہ‘ کا دلنشیں بابرکت ذکر

’’میں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جس کی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اول کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کر سکے ...... یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔‘‘ (حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حق تو یہ ہے کہ مسیح محمدی کا یہ وہ علمی نشان ہے جس کی نظیر قرآن مجید کے بعد نہیں ملتی۔

میں نے اپنی آنکھوں سے اس الہامی اور معجزانہ کلام کے نزول کو دیکھا اور خود کانوں سے سنا کہ بلا امداد غیرے کس طرح وہ انسان روزِ روشن میں تمام لوگوں کے سامنے ایسا فصیح و بلیغ کلام سنا رہا ہے۔

جس قسم کی نبوت کا مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے اگر اس قسم کے ہزار بھی نبی آ جائیں تو ختم نبوت نہیں ٹوٹتی

محترمہ حنیفاں بی بی صاحبہ آف شیخوپورہ اور محترم سید محمود شاہ صاحب آف کراچی کی وفات پر مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 11؍اپریل 2014ء بمطابق 11 شہادت 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ایسے نشان کا ذکر کروں گا جو آج کے دن یعنی 11؍اپریل 1900ء میں ظاہر ہوا۔ یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ نشان عمل میں آیا۔ یہ نشان آپ کا عربی زبان میں خطبہ ہے جو خاص تائید الٰہی سے آپ کی زبان پر جاری ہوا، بلکہ الہام میں ہی تھا۔ یہ ایک ایسا نشان تھا جو الہامی تھا اس لئے اس کا نام ’’خطبہ الہامیہ‘‘ رکھا گیا۔ اس الہامی خطبہ اور اس الہامی کیفیت کو دو سو کے قریب لوگوں نے اُس وقت سنا اور دیکھا۔ مجھے بھی کسی نے اس طرف توجہ دلائی کہ آج کے دن کی مناسبت سے جبکہ آج جمعہ بھی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم الشان نشان کو بیان کروں کیونکہ ایسے احمدی بھی ہیں جو شاید خطبہ الہامیہ کا نام تو جانتے ہوں جو کتابی صورت میں شائع ہے لیکن اس کی تاریخ اور پس منظر اور مضمون کا علم نہیں رکھتے۔ اور اس بات نے مجھے حیران بھی کیا جب یہ پتا چلا کہ بعض ایسے بھی ہیں جن کو پتا ہی نہیں کہ خطبہ الہامیہ کیا چیز ہے۔ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نشان جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے دکھائے ایسے ہیں جو ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرتے ہیں اور مخالفین احمدیت کا منہ بند کرنے کے لئے ہمیں مواد مہیا کرتے ہیں۔ آپ کی صداقت کی دلیل ہمیں مہیا کرتے ہیں۔ اور خاص طور پر ایسے نشان جیسے خطبہ الہامیہ ہے یہ تو عظیم الشان نشانوں میں سے ہے۔ جس نے بڑے بڑے علماء کے منہ بند کر دیئے۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا کہ مختصرًا اس کا پس منظر اور تاریخ بیان کروں گا اور یہ بھی کہ اس نے اپنوں پر اس وقت کیا اثر کیا، کس کیفیت میں سے وہ گزرے اور غیر اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ اسی طرح اس خطبہ کی چند سطریں یا بعض چھوٹے سے اقتباسات پیش کروں گا۔

اس الہامی خطبہ کی حقیقت اور عظمت کا تو اسے پڑھنے سے ہی پتا چلتا ہے لیکن یہ چند فقرے جو میں پیش کروں گا جو میں نے پڑھنے کے لئے چنے ہیں ان میں بھی اس کی عظمت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام و مرتبے کا پتا چلتا ہے۔ تذکرہ میں یہ خطبہ الہامیہ شاید اس لئے شامل نہیں کیا گیا کہ علیحدہ کتابی صورت میں چھپا ہوا ہے لیکن بہرحال مجھے اس بارے میں کچھ تحفظات ہیں۔ اس لئے آئندہ جب بھی تذکرہ شائع ہو یا آئندہ کسی زبان میں جو بھی ایڈیشن شائع ہوں تو متعلقہ ادارے اس بارے میں مجھ سے پوچھ لیں۔

اس خطبہ الہامیہ کا پس منظر یہ ہے جو بدر نے لکھا ہے، اخبار الحکم نے بھی لکھا تھا یا جماعتی روایات میں

آرہا ہے کہ

''یوم العرفات کو(یعنی بڑی عید،عیدالاضحیٰ سے ایک دن پہلے)علی الصبح حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے بذریعہ ایک خط کے حضرت مولانا نورالدین صاحب کو اطلاع دی۔کہ

''میں آج کا دن اور رات کا کسی قدر حصہ اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے دعا میں گزارنا چاہتا ہوں۔اس لئے وہ دوست جو یہاں موجود ہیں اپنا نام معہ جائے سکونت (یعنی پتہ وغیرہ کہاں رہتے ہیں)لکھ کر میرے پاس بھیج دیں تاکہ دعا کرتے وقت مجھ یاد رہے۔''

اس پر تعمیل ارشاد میں ایک فہرست احباب کی ترتیب دے کر حضور کی خدمت میں بھیج دی گئی۔اس کے بعد اور احباب بھی باہر سے آگئے جنہوں نے زیارت و دعا کے لئے بیقراری ظاہر کی اور رقعے بھیجنے شروع کردیئے۔حضور نے دوبارہ اطلاع بھیجی کہ

''میرے پاس اب کوئی رقعہ وغیرہ نہ بھیجے۔اس طرح سخت ہرج ہوتا ہے۔''

مغرب وعشاء میں حضور تشریف لائے جو جمع کر کے پڑھی گئیں۔بعد فراغت فرمایا:

''چونکہ میں اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر چکا ہوں کہ آج کا دن اور رات کا حصہ دعاؤں میں گزاروں۔اس لئے میں جاتا ہوں تاکہ تخلف وعدہ نہ ہو۔''(وعدہ خلافی نہ ہو)

یہ فرما کر حضور تشریف لے گئے اور دعاؤں میں مشغول ہو گئے۔دوسری صبح عید کے دن مولوی عبدالکریم صاحب نے اندر جا کر تقریر کرنے کے لئے خصوصیت سے عرض کی۔اس پر حضور نے فرمایا۔ ''خدا نے ہی حکم دیا ہے'' اور پھر فرمایا کہ

''رات الہام ہوا ہے کہ مجمع میں کچھ عربی فقرے پڑھو۔میں کوئی اور مجمع سمجھتا تھا۔شاید یہی مجمع ہو۔(یعنی عید کا)''

پھر یہ بھی رپورٹس میں ہے کہ''جب حضرت اقدس عربی خطبہ پڑھنے کے لئے تیار ہوئے تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حکم دیا کہ وہ قریب تر ہو کر اس خطبہ کو لکھیں۔جب حضرات مولوی صاحبان تیار ہو گئے تو حضور نے یَاعِبَادَ اللّٰہِ کے لفظ سے عربی خطبہ شروع فرمایا۔اثناء خطبہ میں حضرت اقدس نے یہ بھی فرمایا کہ

''اب لکھ لو پھر یہ لفظ جاتے ہیں''

(یعنی ساتھ ساتھ لکھتے جاؤ۔اگر کوئی لفظ سمجھ نہیں آیا تو ابھی پوچھ لینا)

جب حضرت اقدس خطبہ پڑھ کر بیٹھ گئے تو اکثر احباب کی درخواست پر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اس کا ترجمہ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے۔اس سے پیشتر کہ مولانا موصوف ترجمہ سنائیں،حضرت اقدس نے فرمایا کہ

''اس خطبہ کو کل عرفہ کے دن اور عید کی رات میں جو مَیں نے دعائیں کی ہیں ان کی قبولیت کے لیے نشان رکھا گیا تھا کہ اگر مَیں یہ خطبہ عربی زبان میں ارتجالاً پڑھ گیا،تو وہ ساری دعائیں قبول سمجھی جائیں گی۔ الحمدللہ کہ وہ ساری دعائیں بھی خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق قبول ہو گئیں... ''آپ نے یہ فرمایا اور پھر اس کا اردو میں ترجمہ شروع ہوا۔''...ابھی مولانا عبدالکریم صاحب ترجمہ سنا ہی رہے تھے کہ حضرت اقدس علیہ السلام فرطِ جوش کے ساتھ سجدہ شکر میں جا پڑے۔حضورؑ کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدہ شکر ادا کیا۔سجدہ سے سر اٹھا کر حضرتِ اقدسؑ نے فرمایا۔

''ابھی میں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ''مبارک'' یہ گویا قبولیت کا نشان ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 325-324 مطبوعہ ربوہ)

یہ رپورٹ الحکم میں شائع ہوئی تھی جو ملفوظات میں بھی درج ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب ''نزول المسیح ''میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''عیداضحیٰ کی صبح کو مجھے الہام ہوا کہ کچھ عربی میں بولو۔چنانچہ بہت احباب کو اس بات سے اطلاع دی گئی اور اس سے پہلے میں نے کبھی عربی زبان میں کوئی تقریر نہیں کی تھی لیکن اس دن میں عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بلیغ فصیح پُر معانی کلام عربی میں میری زبان میں جاری کی جو خطبہ الہامیہ میں درج ہے۔وہ کئی جز کی تقریر ہے جو ایک ہی وقت میں کھڑے ہو کر زبانی فی البدیہہ کہی گئی۔اور خدا نے اپنے الہام میں اس کا نام نشان رکھا کیونکہ وہ زبانی تقریر محض خدائی قوت سے ظہور میں آئی۔میں ہرگز یقین نہیں مانتا کہ کوئی فصیح اور اہل علم اور ادیب عربی بھی زبانی طور پر ایسی تقریر کھڑا ہو کر کر سکے۔یہ تقریر وہ ہے جس کے اِس وقت قریباً ڈیڑھ سو آدمی گواہ ہوں گے۔''

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 588)

پھر حقیقۃ الوحی میں آپ ذرا تفصیل سے فرماتے ہیں کہ

''11/اپریل 1900ء کو عیداضحیٰ کے دن صبح کے وقت مجھے الہام ہوا کہ آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی۔اور نیز یہ الہام ہوا کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ کَرِیْمٍ یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے۔چنانچہ اس الہام کو اسی وقت اخویم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب اور ماسٹر شیر علی صاحب بی اے اور حافظ عبدالعلی صاحب اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے منہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور میں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جس کی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اول کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کر سکے۔جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا لوگوں میں سنائی گئی اس وقت حاضرین کی تعداد شاید دوسو کے قریب ہوگی۔سبحان اللہ اس وقت ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا۔مجھے معلوم نہیں کہ مَیں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ مَیں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا۔خود بخود بنے بنائے فقرے میرے منہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔چنانچہ تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبہ الہامیہ ہے۔اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کر سکے۔یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔'' (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 376-375)

پس یہ چیلنج آج تک قائم ہے۔یہ خطبہ دے دیا تو (اس بارہ میں) بعض مزید باتیں تاریخ احمدیت میں لکھی ہیں کہ

''خطبہ چونکہ ایک زبردست علمی نشان تھا...'' جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا''... اس لئے اس کی خاص اہمیت کے پیش نظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے خدام میں تحریک فرمائی کہ اسے حفظ کیا جائے۔چنانچہ اس کی تعمیل میں صوفی غلام محمد صاحب،حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب،مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کے علاوہ بعض اور اصحاب نے اسے زبانی یاد کیا۔بلکہ مؤخرالذکر دو اصحاب نے مسجد مبارک کی چھت پر مغرب وعشاء کے درمیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں بھی اسے زبانی سنایا۔حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جو انتہا درجہ ادبی ذوق رکھتے تھے وہ تو اس خطبہ کے اتنے عاشق تھے کہ اکثر اسے سناتے رہتے تھے اور اس کی بعض عبارتوں پر تو وہ ہمیشہ وجد میں آجاتے۔مولوی صاحب ایسے بلند پایہ عالم کو خطبہ الہامیہ کے اعجازی کلام پر وجد آنا ایک طبعی بات قرار دی جاسکتی ہے مگر خدا کی طرف سے ایک تعجب انگیز امر یہ پیدا ہوا کہ تقریر سننے والے بچے بھی اس کی جذب وکشش سے خالی نہیں تھے۔چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا بیان ہے کہ وہ دن جس میں یہ تقریر کی گئی ابھی ڈوبا نہیں تھا کہ چھوٹے چھوٹے بچے جن کی عمر 12 سال سے بھی کم تھی اس کے فقرے قادیان کے گلی کوچوں میں دہراتے پھرتے تھے (یعنی خطبہ کے فقرے) جو ایک غیر معمولی بات تھی۔

یہ خطبہ اگست 1901ء میں شائع ہوا۔حضور نے نہایت اہتمام سے اسے کاتب سے لکھوایا۔فارسی اور اردو میں ترجمہ بھی خود کیا اور اعراب بھی خود لگائے۔اصل خطبہ کتاب کے (جو خطبہ الہامیہ کتاب ہے اس کے) اڑتیسویں صفحہ پر ختم ہو جاتا ہے جو کتاب کے باب اول کے تحت درج ہے۔اگلا حصہ آخر تک عام تصنیف ہے جس کا اضافہ حضور نے بعد میں فرمایا۔اور پوری کتاب کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا'' (یعنی پہلا حصہ جو ہے وہ اصل خطبہ الہامیہ ہے۔الہامی ہے۔''یہ کتاب شائع ہوئی تو بڑے بڑے عربی دان اس کی بے نظیر زبان اور عظیم الشان حقائق ومعارف پڑھ کر دنگ رہ گئے۔حق تو یہ ہے کہ مسیح محمدی کا یہ وہ علمی نشان ہے جس کی نظیر قرآن مجید کے بعد نہیں ملتی۔'' (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 86-85)

اسی خطبہ الہامیہ کے متعلق دو خوابیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قلم مبارک سے لکھی ہوئی ملی ہیں جو تذکرے میں بھی درج ہیں۔

''19/اپریل 1900ء کی تاریخ دے کر حضورؑ نے میاں عبداللہ صاحب سنوری کی مندرجہ ذیل خواب لکھی ہے کہ

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

میاں عبداللہ سنوری کہتے ہیں کہ منشی غلام قادر مرحوم سنور والے یہاں آئے ہیں۔ ان سے انہوں نے پوچھا ہے کہ اس جلسہ کی بابت اُس طرف کی خبر دو۔ کیا کہتے ہیں۔ تو اس نے جواب دیا کہ اوپر بڑی دھوم مچ رہی ہے۔ (یہ خواب بیان کر رہے ہیں کہ اوپر کیا حالات ہیں؟)۔ یہ خواب بعینہٖ سید امیر علی شاہ صاحب کے خواب سے مشابہ ہے کیونکہ انہوں نے دیکھا تھا کہ جس وقت عربی خطبہ بروز عید پڑھا جاتا تھا اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام جلسہ میں موجود ہیں اور اس خطبہ کو سن رہے ہیں۔ یہ خواب عین خطبہ پڑھنے کے وقت ہی بطور کشف اس جگہ بیٹھے ہوئے ان کو معلوم ہو گیا تھا۔'' (تذکرہ صفحہ 290 حاشیہ ایڈیشن چہارم)

بعض صحابہ کے بھی تاثرات ہیں۔

حضرت حافظ عبدالعلی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ

''میں بوقت خطبہ الہامیہ موجود تھا۔ حضور کی آواز اس وقت بدلی ہوئی تھی۔ ضلع سیالکوٹ کا ایک سید ملہم (سید صاحب تھے ان کو الہام ہوا کرتا تھا لیکن بہرحال وہ احمدی تھے) میرے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ فرشتے بھی سننے کے لئے موجود ہیں۔''

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر 3 صفحہ 146 روایت حضرت حافظ عبدالعلی صاحبؓ)

حضرت مرزا افضل بیگ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ

''عیدالاضحیٰ کا خطبہ الہامیہ میرے سامنے حضرت اقدس نے مسجد اقصیٰ میں جو پرانی مسجد مسیح موعود کے وقت کی ہے محراب اندرون دروازے کے سامنے باہر کے دروازے میں کھڑے ہو کر خطبہ بزبان عربی میں پڑھا۔ (یعنی جو برآمدے کی ڈاٹ تھی یا در تھا اس کے اوپر کھڑے ہو کر) حضور ہر لفظ کو تین بار دہراتے تھے اور مولوی حاجی خلیفۃ المسیح اوّل اور مولوی عبدالکریم صاحب یہ ہر دو صاحب کتابت کرتے تھے اور حضور سے دریافت کرتے تھے کہ لفظ 'س' سے ہے یا 'ث' سے۔ عین سے یا الف سے ہے۔ (یعنی لفظ پوچھا بھی جایا کرتے تھے۔) غرضیکہ مولوی صاحبان خود اپنے اصلاح کے دریافت کرتے تھے۔ حضرت اس کی تصحیح فرماتے تھے۔ پھر ختم ہونے پر حضور نے مولوی عبدالکریم صاحب کو فرمایا کہ آپ ترجمہ کر کے پبلک کو سنا دیں چنانچہ مولوی صاحب نے ترجمہ سنایا اور پھر سجدہ شکر مسجد میں ادا کیا گیا۔''

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر 8 صفحہ 212 روایات حضرت مرزا افضل بیگ صاحبؓ)

حضرت مولانا شیر علی صاحب فرماتے ہیں کہ ''اس عید کا خطبہ الہامیہ حضرت صاحب نے پڑھایا۔ یوم الحج کی صبح کو حضرت مسیح موعود نے حضرت مولوی صاحب کو پیغام بھیجا یا خط لکھا کہ جتنے لوگ یہاں موجود ہیں ان کے نام لکھ کر میرے پاس بھیج دیں تا میں ان کے لئے دعا کروں۔ حضرت مولوی صاحب نے موجود احباب کو تعلیم الاسلام سکول میں جمع کیا۔ (تعلیم الاسلام ان دنوں مدرسہ احمدیہ کی جگہ میں تھا) اور لوگوں کے ناموں کی فہرست تیار کروائی اور حضرت صاحب کی خدمت میں بھیجی۔ حضرت صاحب نے اپنے دالان کے دروازے بند کر کے دعائیں فرمائیں۔ بعض لوگ جو پیچھے آتے تھے بند دروازے میں سے اپنے رقعے اندر پہنچاتے تھے۔ اس دن صبح کو حضرت مسیح موعودؑ عید کے لئے نکلے مسجد مبارک کی سیڑھیوں سے تو آپ نے فرمایا کہ رات کو مجھے الہام ہوا ہے کہ کچھ کلمات عربی میں کہو۔ اس لئے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولوی نورالدین صاحب دونوں کو پیغام بھیجا کہ وہ کاغذ اور قلم دوات لے کر آویں۔ کیونکہ عربی میں کچھ کلمات پڑھنے کا الہام ہوا ہے۔ نماز مولوی عبدالکریم نے پڑھائی اور مسیح موعود نے پھر اردو میں خطبہ فرمایا غالباً کرسی پر بیٹھ کر۔ اردو خطبے کے بعد آپ نے عربی خطبہ پڑھنا شروع کیا کرسی پر بیٹھ کر۔ اس وقت آپ پر ایک خاص حالت طاری تھی۔ آنکھیں بند تھیں۔ ہر جملے میں پہلی آواز اونچی تھی، پھر دھیمی ہو جاتی تھی۔ سامنے بائیں طرف حضرت مولوی صاحبان لکھ رہے تھے۔ ایک لفظ دونوں میں سے ایک نے نہ سنا اس لئے پوچھا تو حضرت نے وہ لفظ بتایا اور پھر فرمایا کہ جو لفظ سنائی نہ دے وہ ابھی پوچھ لینا چاہئے کیونکہ ممکن ہے مجھے بھی یاد نہ رہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک اوپر سے سلسلہ جاری رہا میں بولتا رہا اور جب ختم ہو گیا بس کر دیا۔ پھر حضرت صاحب نے اس کے لکھوانے کا خاص اہتمام کیا اور خود ہی اس کا دو زبانوں فارسی اور اردو میں ترجمہ کیا اور یہ تحریک بھی فرمائی کہ اس کو لوگ یاد کر لیں جس طرح قرآن مجید یاد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب نے اس کو یاد کر کے مسجد مبارک میں باقاعدہ حضرت صاحب کو سنایا۔ اس کے بعد میرے بھائی حافظ عبدالعلی صاحب نے حضرت مولوی صاحب سے اس کے متعلق پوچھا۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ حضرت صاحب کی طاقت سے بالا ہے۔ ان کے اس جواب سے یہ مطلب تھا کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ حضرت صاحب کا نہیں''۔

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر 10 صفحہ 302 تا 304 روایت حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ)

حضرت میاں امیر الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ

''حضرت صاحب جو خطبہ الہامیہ سنا کر نکلے تو راستے میں فرمایا کہ 'جب میں ایک فقرہ کہہ رہا ہوتا تھا تو مجھے پتا نہیں ہوتا تھا کہ دوسرا فقرہ کیا ہو گا۔ لکھا ہوا سامنے آ جاتا تھا اور میں پڑھ دیتا تھا۔' حضور بہت ٹھہر ٹھہر کر اور آہستہ آہستہ پڑھ رہے تھے۔''

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر 10 صفحہ 62 روایت حضرت میاں امیر الدین صاحبؓ)

حضرت مولوی عبداللہ صاحب بوتالویؓ تحریر فرماتے ہیں کہ

''سید عبدالحیٔ صاحب عرب جو عرب سے آکر بہت دنوں تک قادیان میں بغرض تحقیق ٹھہرے رہے اور بعد میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ انہوں نے خاکسار سے اپنی بیعت کرنے کا حال اس طرح بیان کیا تھا'' فرمایا کہ ''میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فصیح و بلیغ تصانیف کو پڑھ کر اس بات کا دل ہی میں قائل ہو گیا تھا کہ ایسا کلام سوائے تائید الٰہی کے اور کوئی لکھ نہیں سکتا۔ لیکن یہ مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ یہ کلام خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ اگرچہ مجھے حضرت مولوی نورالدین صاحب اور دیگر علماء اس بات کا یقین دلاتے اور شہادت دیتے تھے لیکن میرے شُبہ کو ان کا بیان دور نہ کر سکا اور میں نے مختلف طریقوں سے اس بات کا ثبوت مہیا کرنا شروع کر دیا کہ آیا واقعی یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا ہی کلام ہے؟ اور کسی دوسرے کی امداد اس میں شامل نہیں۔ چنانچہ میں عربی میں بعض خطوط حضرت اقدس کی خدمت میں لکھ کر ان کے جواب عربی میں ہی حاصل کرتا اور پھر اس عبارت کو غور سے پڑھتا اور اس کا مقابلہ حضور کی تصانیف سے کر کے معلوم کرتا تھا کہ یہ دونوں کلام ایک جیسے ہیں۔ لیکن پھر بھی مجھے کچھ نہ کچھ ان میں فرق ہی نظر آتا جس کا جواب مجھے یہ دیا جاتا کہ حضرت اقدس کا عام کلام جو خطوں وغیرہ کے جواب میں تحریر ہوتا ہے اس میں معجزانہ رنگ اور خاص تائید الٰہی نہیں ہو سکتی چونکہ عربی تصانیف کو حضرت صاحب نے متحدّیانہ طور پر خدا تعالیٰ کے منشا اور حکم کے ماتحت اس کی خاص تائید سے لکھا ہے اس لئے ان کا رنگ جدا ہوتا ہے اور جدا ہونا چاہئے ورنہ عام لیاقت اور خاص تائید الٰہی میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔

بہرحال میں قادیان میں اس بات کی تحقیقات کے واسطے ٹھہرا رہا تا کہ میں بھی کوئی اس قسم کی خاص تائید الٰہی کا وقت بچشم خود ملاحظہ کروں۔ چنانچہ خطبہ الہامیہ کے نزول کا وقت آ گیا اور میں نے اپنی آنکھوں سے اس الہامی اور معجزانہ کلام کے نزول کو دیکھا اور خود کانوں سے سنا کہ بلا امداد غیرے کس طرح وہ انسان روز روشن میں تمام لوگوں کے سامنے ایسا فصیح و بلیغ کلام سنا رہا ہے۔ لہٰذا میں نے اس خطبہ کو سننے کے بعد شرح صدر سے بیعت کر لی۔'' (اصحاب احمد جلد ہفتم صفحہ 188 روایت حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالویؓ مطبوعہ ربوہ)

''ایک دوست مکرم حاجی عبدالکریم صاحب فوجی ملازمت کے سلسلے میں مصر گئے۔ (شاید 1940ء سے کچھ پہلے کا کوئی وقت ہے۔) وہاں انہوں نے تبلیغ کا کام جاری رکھا اور ایک دوست علی حسن صاحب احمدی ہو گئے۔ ان کو لے کر حاجی صاحب مختلف مصری عرب احباب کے پاس جاتے اور تبلیغ کرتے تھے۔ ان میں سے ایک دوست محکمہ تار میں کلرک تھے۔ کئی روز ان سے خیالات کا تبادلہ ہوتا رہا۔ وہ تمام مسائل میں ان کے ساتھ متفق ہو گئے مگر امتی نبی ماننے پر تیار نہ تھے (یہ بات ماننے پر تیار نہ تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام امتی نبی ہیں) انہوں نے اس کلرک کو ''الخطبۃ الالہامیۃ'' دیا اور پھر کئی دن اس کے پاس نہ گئے۔ ایک دن اس دوست کا خط آیا جس میں اس نے حاجی صاحب کو کھانے پر بلایا تھا۔ وہاں پہنچنے پر اس نے کہا۔ آپ میری بیعت کا خط لکھ دیں۔ حاجی صاحب نے پوچھا کہ کیا ختم نبوت کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ اس پر اس دوست نے کہا کہ میں نے ''الازھر'' یونیورسٹی کے ایک بڑے عالم کو رات کے کھانے پر بلایا تھا اور اسے بتایا کہ اس طرح مجھے بعض ہندوستانیوں نے تبلیغ کی ہے اور کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور آنے والا عیسیٰ امت محمدیہ کا ہی ایک فرد ہے جو مسیح و مہدی ہو کر آئے گا اور اس کے دعوے دار حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ مجھے ان لوگوں کے تمام دلائل سے اتفاق ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب امتی نبی ہیں اور یہ وہ بات ہے جس کو میں ماننے کے لئے تیار نہیں۔ چونکہ آپ عالم دین ہیں آپ مجھے بتائیں کہ کیا میرا مؤقف درست ہے یا نہیں؟ اس ازھری عالم نے'' ازھر یونیورسٹی کے عالم نے ''جواب دیا کہ میں نے مرزا صاحب کا لٹریچر پڑھا ہے اور بعض احمدیوں سے بھی ملا ہوں اور تبادلہ خیالات کیا ہے۔ جس قسم کی نبوت کا مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے اگر اس قسم کے ہزار بھی نبی آ جائیں تو ختم نبوت نہیں ٹوٹتی'' (یہ تسلیم کیا انہوں نے، کہتے ہیں) ''اس پر میں نے انہیں کہا کہ دیکھو اب میں احمدیہ جماعت میں داخل ہو جاؤں گا اور قیامت والے دن تم اس کے ذمہ دار ہو گے۔ ازھری عالم کہنے لگے کہ میرا یہ جواب صرف یہاں کے لئے ہی ہے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اگر پبلک میں سوال کرو گے تو میں یہی کہوں گا کہ امتی نبی بھی نہیں آ سکتا'' (لوگوں کے سامنے میں نہیں کہوں گا۔) ''ہاں اگر آپ جماعت احمدیہ میں شامل ہونا چاہئیں تو بیشک میری ذمہ داری پر داخل ہو جائیں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میرے لئے بعض روکیں ہیں جن میں سب سے بڑی یہ ہے کہ اگر میں احمدی ہو جاؤں تو مجھے ملازمت سے نکال دیا جائے گا'' (دنیاداری غالب آ گئی) ''یہ مصری دوست کہتے ہیں کہ جب میں نے ازھری عالم سے یہ بات سنی تو فوراً جماعت میں داخل ہونے کا مصمم ارادہ کرلیا اور خطبہ الہامیہ پڑھنا شروع کر دیا اور ختم کر کے سویا۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سیدنا احمد المسیح علیہ السلام ایک کثیر جماعت کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ حضور یہ کون لوگ ہیں؟ اور انہیں آپ کہاں لے کے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ اولیاء اللہ ہیں جو امت محمدیہ میں مجھ سے پہلے ہوئے ہیں اور میں ان کو دربار رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں زیارت کے لئے لے کے جا رہا ہوں۔ میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہی جو میری جماعت میں سے ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جو امتی نبی ہو جیسے میں ہوں۔ جب میں بیدار ہوا تو میرے لئے مسئلہ ختم نبوت حل ہو چکا تھا اور میں بہت خوش تھا۔''

حاجی عبدالکریم صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت ان کا یہ واقعہ اور بیعت فارم پر کر کے قادیان روانہ کر دیا۔''

ایک صاحب شیخ عبدالقادر المغربی بڑے چوٹی کے عالم تھے۔ '' حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کے ان علامہ المغربی سے علمی، ادبی اور دینی مزاج کی وجہ سے گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ آپ سے ان کی پہلی ملاقات 1916ء میں ہوئی تھی۔ ایک دفعہ علامہ المغربی نے حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کو کہا کہ آیئے ہم دونوں تصویر بنائیں اور دوستی کا اقرار قرآن مجید پر ہاتھ رکھتے ہوئے کیا۔ اسی دوستی کی وجہ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دمشق گئے ہیں تو مولوی عبدالقادر صاحب بھی آپ سے ملنے آ گئے اور بہت سے سوالات آپ سے کئے اور جب حضرت مصلح موعودؓ نے جواب دیئے تو انہوں نے پھر یہ کہہ دیا (کیونکہ علامہ تھے، ضد بھی تھی) کہ ہم لوگ عرب ہیں، اہل زبان ہیں۔ قرآن مجید کو خوب سمجھتے ہیں ہم سے بڑھ کر کون قرآن کو سمجھے گا۔ اس پر خیر باتیں ہوتی رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ فرمایا کہ تم لوگ بھی اسی طرح سے لغت کے محتاج ہو جس طرح سے ہم ہیں۔ قرآن خدا نے ہمیں سکھایا ہے اور سمجھایا ہے اور ہماری زبان باوجود یہ کہ ہم لوگ اردو میں گفتگو کرنے کا محاورہ رکھتے ہیں اور عربی میں بولنے کا ہمیں موقع نہیں ملتا تم سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے وغیرہ وغیرہ

حضور نے بڑے جوش سے عربی میں ایسی فصیح گفتگو فرمائی کہ پاس بیٹھے ایک سید صاحب بھی مولوی عبدالقادر کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ واقعہ میں ان کی زبان ہم لوگوں سے زیادہ فصیح ہے۔ اس پر مولوی عبدالقادر نے کچھ نرمی اختیار کی اور پھر ادب سے گفتگو کرنے لگے۔

بہرحال دوران گفتگو انہوں نے (علامہ مغربی صاحب نے) یہ بھی کہا کہ حضرت مسیح موعود کی کتب میں زبان کی غلطیاں ہیں۔ اس کا بھی جواب حضرت خلیفہ ثانی نے دیا۔ فرمایا کہ تم میں اگر طاقت ہے تو اب ہی اغلاط کا اعلان کر دو یا ان کتب کا جواب لکھ کر شائع کر دو۔ پر یاد رکھو کہ تم ہرگز نہ کر سکو گے۔ اگر قلم اٹھاؤ گے تو تمہاری طاقت تحریر سلب کر لی جاوے گی۔ تجربہ کر کے دیکھ لو۔ ان باتوں پر اب اس نے منت سماجت شروع کی کہ آپ ان دعووں کو عرب مصر اور شام میں نہ پھیلائیں اس سے اختلاف بڑھتا ہے اور اختلاف اس وقت ہمارے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ وہابیوں نے پہلے ہی سخت صدمہ پہنچایا ہوا ہے۔ آپ بلاد یورپ، امریکہ اور افریقہ کے کفار اور نصاریٰ میں تبلیغ کریں۔ مبشر بھیجیں لیکن یہاں ہرگز ایسے عقائد کا نام نہ لیں خدا کے واسطے۔ اَنَا اَرْجُوْکُمْ یَا سَیِّدِی کبھی بوسہ دے کر کبھی ہاتھوں کو لپیٹ کر غرض ہر رنگ میں بار بار منت کرتا تھا کہ خدا کے واسطے ان علاقہ جات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کا اعلان نہ کریں اور نہ مبلغ بھیجیں وغیرہ وغیرہ۔ پھر کہنے لگے کہ ہم جانتے ہیں کہ وہ اچھے آدمی تھے۔ اسلام کے لئے غیرت رکھتے تھے مگر ان کی نبوت اور رسالت کو ہم تسلیم نہیں کر سکتے۔ صرف لا الہ الا اللہ پر لوگوں کو جمع کریں۔ خیر ان باتوں کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بڑے پرشوکت الفاظ میں، لہجے میں دیا کہ اگر یہ منصوبہ ہمارا ہوتا تو ہم چھوڑ دیتے۔ مگر یہ خدا کا حکم ہے اس میں ہمارا اور سیدنا احمد کا کوئی دخل نہیں۔ خدا کا یہ حکم ہے ہم پہنچائیں گے اور ضرور پہنچائیں گے...''

انہیں مغربی صاحب کا یہ واقعہ آگے چل رہا ہے، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کو شام بھیجا۔ اس زمانے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ''... ایک دن میں اور حضرت مولانا شمس صاحب بعض دوستوں سے احمدیت کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ شیخ عبدالقادر المغربی مرحوم تشریف لائے اور بیٹھ کر ہماری باتیں سنیں۔ اثنائے گفتگو استخفاف سے اپنی سابقہ ملاقات کا ذکر کیا'' (یعنی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ہوئی تھی بڑے تحقیر کے الفاظ میں) ''... اور جو مشورہ حضور کو دیا تھا اسے دہرایا۔ (یعنی تبلیغ یہاں نہ کریں) اور مذاقاً کہا کہ الہامات کی عربی عبارت بھی درست نہیں'۔ (یعنی حضرت مسیح موعود کے الہامات کی عربی عبارت بھی درست نہیں ہے تو کہتے ہیں) ''میں نے خطبہ الہامیہ ان کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ پڑھیں کہاں عربی غلط ہے۔ انہوں نے اونچی آواز سے پڑھنا شروع کیا اور ایک دو لفظوں سے متعلق کہا کہ یہ عربی لفظ ہی نہیں۔ تو مولانا شمس صاحب نے (وہاں بیٹھے ہوئے تھے) تاج العروس (عربی کی ایک لغت ہے) الماری سے نکالی اور وہ لفظ نکال کر دکھائے۔ سامعین کو حیرت ہوئی اور شاہ صاحب کہتے ہیں مَیں نے اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے کہا کہ کہلاتے تو آپ بڑے ادیب ہیں، بڑے عالم ہیں لیکن آپ کو اتنی عربی بھی نہیں آتی جتنی میرے شاگرد کو آتی ہے۔'' (کہتے ہیں شمس صاحب ان دنوں مجھ سے انگریزی پڑھا کرتے تھے تو اس لئے میں نے ان کو شاگرد کہا۔) اس پر انہیں بڑا غصہ آیا اور یہ کہتے ہوئے اٹھے اور کمرے سے باہر چلے گئے کہ میں تمہیں دیکھ لوں گا اور کل بتاؤں گا تمہیں کیا ہوتا ہے... '' خیر شاہ صاحب کہتے ہیں'' ... میں نے دیکھا کہ جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ میری باتوں سے کچھ متاثر ہیں تو ان کو بھی میں نے کہا کہ ہم دونوں اکٹھے رہے ہیں۔ میں بھی وہاں پڑھایا کرتا تھا اور ان کو علامہ صاحب کو خطبہ الہامیہ پڑھ کر ایسی رائے کا اظہار نہیں کرنا چاہئے تھا۔ بجائے اس کے حق بات ان کو مان لینی چاہئے تھی۔ خیر یہ دوستوں میں باتیں ہوتی رہیں۔ دوسرے دن کہتے ہیں صبح سویرے شمس صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے آپ کو کہا تھا کہ عبدالقادر المغربی سے بگاڑ نہیں پیدا کرنا، تعلقات رکھیں تو آپ نے تو انہیں ناراض کر دیا ہے۔ تو میں نے کہا فکر نہ کرو ٹھیک کر لیں گے۔ دوسرے دن ہم دونوں صبح سویرے علامہ صاحب کے مکان پر گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو مغربی صاحب تشریف لے آئے اور آتے ہی مجھ سے بغلگیر ہو گئے اور مجھے بوسہ دیا اور کہا کہ میں آپ سے معافی مانگتا ہوں۔ میں آپ کی طرف آنا ہی چاہتا تھا۔ اندر تشریف لے آئیں۔ قہوہ پئیں اور میں آپ کو دکھاؤں کہ میری رات کیسے گزری۔ ہم اندر گئے تو انہوں نے رسالہ 'الحقائق عن الاحمدیہ' (یہ حضرت ولی اللہ شاہ صاحب کی تألیف تھی) کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔ یہ رسالہ میرے ہاتھ میں تھا اور پختہ ارادہ کیا کہ اس رسالے کا ردّ شائع کروں۔ میں نے حدیث اور تفاسیر کی کتب جو میرے پاس تھیں وہ میز پر رکھ لیں اور عشاء کی نماز پڑھ کر ردّ لکھنا شروع کر دیا۔ ادھر سے رسالہ پڑھتا اور ردّ لکھنے کے لئے کتابیں دیکھتا۔ ایک ردّ لکھتا اس میں تکلف معلوم ہوتا اسے پھاڑ دیتا۔ ایک اَور رد لکھتا اسے بھی پھاڑ دیتا۔ اسی طرح رات گزر گئی۔ بیوی نے بھی کہا کیا ہو گیا ہے تمہیں واپس آ جاؤ۔ سو جاؤ (کہتے ہیں کہ) آخر صبح فجر کی اذان ہو گئی اور میں کچھ نہیں لکھ سکا۔ ہر بات جو میں لکھتا تھا مجھے لگتی تھی یہ تو غلط ہو گئی اور وہ سارا جماعت کا ہی لٹریچر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات پر ہی بنیاد رکھتا ہے۔ تو اس کے بعد وہ ان کو (شاہ صاحب کو) کہنے لگے کہ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اب ایک کلمہ مخالفت کا مجھ سے آپ نہیں سنیں گے۔ آپ کے خیالات سراسر اسلامی ہیں اور آپ آزادی سے تبلیغ کریں اور پوچھنے والوں سے میں آپ کے حق میں اچھی بات ہی کہوں گا لیکن میں آپ کے فرقے میں داخل نہیں ہوں گا۔ آخری دم تک وہ جماعت کی تعریف کرتے رہے۔'' (ماخوذ از سیرت حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحبؓ۔ صفحہ 29-27)

اب میں خطبہ الہامیہ کے بعض اقتباسات پیش کرتا ہوں جس سے اس کی جیسا کہ میں نے کہا عظمت کا کچھ اندازہ ہوتا ہے۔ اصل تو پورا پڑھیں گے تو پتا لگے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عربی میں فرماتے ہیں کہ

'' أَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمُحَمَّدِیُّ ۔ وَاِنِّیْ اَنَا أَحْمَدُ الْمَهْدِیُّ وَاِنَّ رَبِّیْ مَعِیَ اِلٰی یَوْمِ لَحْدِیْ مِنْ یَّوْمِ مَهْدِیْ ۔ وَاِنِّیْ أُعْطِیْتُ ضِرَامًا اَكَّالًا ۔ وَمَاءً زُلَالًا وَاَنَا كَوْكَبٌ یَمَانِیٌّ ۔ وَوَابِلٌ رُوْحَانِیٌّ ۔ اِیْذَائِیْ سِنَانٌ مُذَرَّبٌ ۔ وَدُعَائِیْ دَوَاءٌ مُجَرَّبٌ ۔ أُرِیْ قَوْمًا جَلَالًا ۔ وَقَوْمًا اٰخَرِیْنَ جَمَالًا ۔ وَبِیَدِیْ حَرْبَةٌ اُبِیْدُ بِهَا عَادَاتِ الظُّلْمِ وَالذُّنُوْبِ ۔ وَفِی الْاُخْرٰی شُرْبَةٌ أُعِیْدُ بِهَا حَیَاةَ

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
•Switching Visas
•Over Stayers
•Legacy Cases
•Work Permits
•Visa Extensions
•Judicial Reviews
•Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

الْقُلُوْبِ۔

(یعنی) اے لوگو! مَیں وہ مسیح ہوں کہ جو محمدی سلسلہ میں سے ہے اور میں احمد مہدی ہوں اور سچ مچ میرا ربّ میرے ساتھ ہے۔ میرے بچپن سے لے کر میری لحد تک۔ اور مجھ کو وہ آگ ملی ہے جو کھا جانے والی ہے اور وہ پانی جو میٹھا ہے اور میں یمانی ستارہ ہوں اور روحانی بارش ہوں۔ میرا رنج دینا تیز نیزہ ہے اور میری دعا مجرب دوا ہے۔ ایک قوم کو میں اپنا جلال دکھاتا ہوں اور دوسری قوم کو جمال دکھاتا ہوں۔ اور میرے ہاتھ میں ہتھیار ہے اس کے ساتھ میں ظلم اور گناہ کی عادتوں کو ہلاک کرتا ہوں اور دوسرے ہاتھ میں شربت ہے جس سے میں دلوں کو دوبارہ زندہ کرتا ہوں۔'' (خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 62-61)

پھر آپ فرماتے ہیں۔

''اَیُّھَا النَّاسُ قُوْمُوْا لِلّٰہِ زَرَافَاتٍ وَفُرَادیٰ فُرَادیٰ۔ ثُمَّ اتَّقُوْا اللّٰہَ وَفَکِّرُوْا کَالَّذِیْ مَابَخِلَ وَمَاعَادیٰ۔ اَلَیْسَ ھٰذَا الْوَقْتُ وَقْتَ رُحْمِ اللّٰہِ عَلَی الْعِبَادِ وَوَقْتَ دَفْعِ الشَّرِّ وَتَدَارُکِ عَطَشِ الْاَکْبَادِ بِالْعِھَادِ۔ اَلَیْسَ سَیْلُ الشَّرِّ قَدْبَلَغَ اِنْتِھَاءَہٗ۔ وَذَیْلُ الْجَھْلِ طَوَّلَ اَرْجَاءَہٗ ۔ وَفَسَدَ الْمُلْکُ کُلُّہٗ وَشَکَرَ اِبْلِیْسُ جُھَلَاءَہٗ ۔ فَاشْکُرُوْا اللّٰہَ الَّذِیْ تَذَکَّرَکُمْ وَتَذَکَّرَ دِیْنَکُمْ وَمَا اَضَاعَہٗ ۔ وَعَصَمَ حَرْثَکُمْ وَزَرْعَکُمْ وَلُعَاعَہٗ ۔ وَاَنْزَلَ الْمَطَرَ وَاَکْمَلَ اَبْضَاعَہٗ ۔ وَبَعَثَ مَسِیْحَہٗ لَدَفْعِ الضَّیْرِ۔ وَمَھْدِیَّہٗ لِاِفَاضَۃِ الْخَیْرِ۔ وَاَدْخَلَکُمْ فِیْ زَمَانِ اِمَامِکُمْ بَعْدَ زَمَانِ الْغَیْرِ۔

(کہ) اے لوگو! خدا کے لئے تم سب کے سب یا اکیلے اکیلے خدا کا خوف کر کے اس آدمی کی طرح سوچو جو نہ بخل کرتا ہے اور نہ دشمنی۔ کیا یہ وہ زمانہ نہیں کہ خدا بندوں پر رحم کرے؟ اور کیا یہ وہ زمانہ نہیں کہ بدی کو دفع کیا جائے اور جگروں کی پیاس کا مینہ برسانے سے تدارک کیا جائے؟ کیا بدی کا سیلاب اپنی انتہا کو نہیں پہنچا؟ اور جہالت کے دامن نے اپنے کناروں کو نہیں پھیلایا؟ اور ملک فاسد ہو گیا اور شیطان نے جاہلوں کا شکریہ ادا کیا۔ پس اس خدا کا شکر کرو جس نے تم کو یاد کیا اور تمہارے دین کو یاد کیا اور ضائع ہونے سے محفوظ رکھا اور تمہارے بوئے ہوئے کو اور تمہاری زراعت کو آفتوں سے بچایا اور مینہ نازل فرمایا اور اس کے سرمایہ کو کامل کیا اور اپنے مسیح کو ضرر کے دور کرنے کے لئے اور اپنے مہدی کو خیر اور نفع پہنچانے کے لئے بھیجا اور تمہیں تمہارے امام کے زمانے میں غیر کے زمانہ کے بعد داخل کیا۔''

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 67-66)

پھر آپ فرماتے ہیں

''وَاِنِّیْ عَلیٰ مَقَامِ الْخَتْمِ مِنَ الْوِلَایَۃِ۔ کَمَا کَانَ سَیِّدِی الْمُصْطَفٰی عَلیٰ مَقَامِ الْخَتْمِ مِنَ النُّبُوَّۃِ۔ وَاِنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ۔ وَاَنَا خَاتَمُ الْاَوْلِیَاءِ۔ لَاوَلِیَّ بَعْدِیْ۔ اِلَّا الَّذِیْ ھُوَ مِنِّیْ وَعَلیٰ عَھْدِیْ۔ وَاِنِّیْ اُرْسِلْتُ مِنْ رَّبِّیْ بِکُلِّ قُوَّۃٍ وَبَرَکَۃٍ وَعِزَّۃٍ۔ وَاِنَّ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلیٰ مَنَارَۃٍ خُتِمَ عَلَیْھَا کُلُّ رِفْعَۃٍ۔ فَاتَّقُوْا اللّٰہَ اَیُّھَا الْفِتْیَانُ۔ وَاعْرِفُوْنِیْ وَاَطِیْعُوْنِیْ وَلَا تَمُوْتُوْا بِالْعِصْیَانِ۔ وَقَدْ قَرُبَ الزَّمَانُ۔ وَحَانَ اَنْ تُسْئَلَ کُلُّ نَفْسٍ وَتُدَانُ۔

اور میں ولایت کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلے کو ختم کرنے والے تھے اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہو گا اور میرے عہد پر قائم ہو گا اور میں اپنے خدا کی طرف سے تمام تر قوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور یہ میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جو اس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔ پس خدا سے ڈرو اے جوانمردو اور مجھے پہچانو اور نافرمانی مت کرو اور نافرمانی پر مت مرو اور زمانہ نزدیک آ گیا ہے اور وہ وقت نزدیک ہے کہ ہر ایک جان اپنے کاموں سے پوچھی جائے اور بدلہ دی جائے۔''

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 71-69)

پس یہ وہ عظیم الشان نشان ہے، یہ عظیم الشان الفاظ ہیں، یہ دعوت ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے دی۔ اللہ تعالیٰ کے الہام سے آپ نے دنیا کو دی اور یہ نشان جیسا کہ میں نے کہا 11/اپریل 1900ء کو ظہور میں آیا، آج تک اپنی چمک دکھلا رہا ہے اور آج تک کوئی ماہر سے ماہر زبان دان اور بڑے سے بڑا عالم اور ادیب بھی چاہے وہ عرب کا رہنے والا ہے اس کا مقابلہ نہیں کر سکا۔ اور کس طرح یہ مقابلہ ہو سکتا ہے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا کلام تھا جو آپ علیہ السلام کی زبان سے ادا ہوا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو اور خاص طور پر عرب مسلمانوں کو عقل اور جرأت دے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرستادے کے پیغام کو سمجھیں اور امت مسلمہ کو آج پھر امت واحدہ بنانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام صادق کے مددگار بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز جمعہ کے بعد مَیں دو جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ان میں سے ایک جنازہ مکرمہ حنیفاں بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب بھٹی بھوڑو چک ضلع شیخوپورہ کا ہے جو 3/اپریل 2014ء کو 84 سال کی عمر میں وفات پا گئیں تھیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے 1953ء میں ایک خواب کی بناء پر بیعت کر کے جماعت میں شمولیت کی سعادت پائی تھی۔ جلسہ سالانہ ربوہ میں آپ نے خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو بتایا کہ خواب میں بیعت کے لئے کہنے والے بزرگ حضور ہی تھے۔ آپ بہن بھائیوں میں اکیلی احمدی تھیں اور پنجوقتہ نمازی، تہجد گزار، بڑی دعا گو تھیں۔ غریب پرور نیک دل مخلص خاتون تھیں۔ جماعت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ عہدے داران کی بڑی عزت کرتی تھیں۔ ان کے پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے ہیں۔ اپنے ایک بیٹے مکرم محمد افضل بھٹی صاحب کو انہوں نے جامعہ بھیجا۔ وہ تنزانیہ میں مبلغ سلسلہ ہیں اور وہاں خدمت بجا لا رہے ہیں اور میدانِ عمل میں ہونے کی وجہ سے اپنی والدہ کے جنازے پر بھی شامل نہیں ہو سکے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے اور ان کے اس بیٹے کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے جو میدان عمل میں دین کی خدمت بجا لا رہا ہے۔

دوسرا جنازہ مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب آف کراچی کا ہے۔ جو 29/مارچ 2014ء کو 76 سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ اپنے گھر میں تھے کہ وضو کر کے عصر کی نماز پڑھنے کے لئے اپنے کمرے میں گئے ہیں۔ کافی انتظار کے بعد جب ان کی اہلیہ نے جا کے دیکھا تو جائے نماز ابھی کھولی نہیں تھی، فولڈ کی ہوئی جائے نماز پڑی تھی، یا نماز پڑھ لی تھی یا پڑھنے سے پہلے بہرحال جائے نماز پر یہ گرے ہوئے تھے تو بستر پر ڈالا، ایمبولینس آئی، انہوں نے چیک کر کے بتایا کہ ان کی وفات ہو چکی ہے۔ آپ حضرت سید ناظر حسین شاہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے اور مکرم عبداللہ شاہ صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خالہ زاد بھائی تھے ان کے داماد تھے۔ نہایت شفیق، حلیم، نیک، دعا گو، نظام جماعت اور خلافت سے بے انتہا محبت کا تعلق رکھنے والے تھے۔ جماعتی کاموں میں مختلف ذمہ داریوں پر طویل عرصے تک ان کو خدمت بجا لانے کی توفیق ملی۔ تہجد گزار، نمازوں کے پابند، باقاعدگی سے وقف عارضی بھی کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ کا ہر سال بے چینی سے انتظار کرتے۔ یہاں آتے تھے اور جلسہ میں شمولیت اور خلیفہ وقت سے ملاقات کا بھی ان کو بڑا شوق ہوتا تھا۔ لمبے عرصہ تک کراچی میں اپنے حلقے کے سیکرٹری وصایا کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ موصی تھے۔ اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں جو سارے پاکستان سے باہر ہی آسٹریلیا، کینیڈا، امریکہ اور سویڈن وغیرہ میں رہتے ہیں۔ ان کے دو بھائی یہاں ہیں۔ ایک سید نصیر شاہ صاحب ہیں جو آجکل یو۔کے میں شعبہ رشتہ ناطہ کے انچارج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ رحم کا سلوک فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر اور حوصلہ دے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆

جماعت احمدی فن لینڈ کے زیر اہتمام

جلسہ یومِ مسیح موعود علیہ السلام

رپورٹ: سید عبدالصمد صاحب، نیشنل سیکرٹری اشاعت

خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان سے جماعت احمدیہ فِن لینڈ کو یومِ مسیح موعود علیہ السلام کی مناسبت سے جلسہ یومِ مسیح موعودؑ منانے کا موقع ملا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام ہر لحاظ سے بہت کامیاب رہا۔ اِس پروگرام فن لینڈ کی ہر جماعت سے نمائندگی ہوئی اور مجموعی طور پر کُل 39 افرادِ جماعت نے شرکت کی۔ اِس جلسہ کے صدرِ مجلس مکرم عطاالغالب صاحب (صدر جماعت فن لینڈ) تھے۔

پروگرام کا آغاز نمازِ جمعہ کے بعد ٹھیک 5 بجے شام تلاوت و قرآنِ مجید ہوا۔ مکرم شعیب اللہ صاحب نے تلاوت کی اور اس کا اردو اور انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا۔ اِس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام ''اسلام سے نہ بھاگو'' کے چند اشعار مکرم بابرلون صاحب نے بہت خوبصورت انداز میں پیش کئے۔ یومِ مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے اِس جلسہ میں مکرم بشارت الرحمٰن صاحب (نیشنل سیکرٹری تعلیم و تربیت) نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آپ کی تعلیمات کے موضوع پر انتہائی جامع تقریر کی۔

آپ نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں آپؑ کی بعثت کے مختلف مقاصد پیش کئے۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ہر نبی کی طرح حضرت مسیح موعودؑ کو بھی خدا تعالیٰ نے ہی نبی بنا کر بھیجا تھا، تا کہ انسانیت کا اپنے خالق سے ٹوٹا ہوا تعلق دوبارہ بحال کریں، اور انسان کو اپنے خالق کے بارے میں بتائیں۔

آپ نے مزید بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام میں تصوّراتی اور عملی غلطیوں کو دور کیا، اور لوگوں کو اُس اسلام کی طرف بلایا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔ تقریر کے دوسرے حصہ میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کے بارے میں بتایا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن کریم، سنت اور حدیث کے درجات میں فرق واضح کیا۔

اِس کے بعد مکرم عطاالغالب صاحب (صدر جماعت فن لینڈ) نے دُعا کروائی اور اِس کے ساتھ ہی جلسہ کی کارروائی کا اختتام ہوا۔ یومِ مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے جماعت کے لئے ہدف مقرر کیے گئے تھے۔

جماعت کو حضورِ انور کے اِس موقعہ پر براہ راست پیغام کے بارے میں مطلع کیا گیا، حضورِ انور کی صحت و سلامتی کے لیے تمام جماعت سے درخواستِ دعا کی گئی، اور تمام احبابِ جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

بقیہ: اسلام کے اصول اطاعت
از صفحہ 4

ہے:

ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الأُنثَيَيْنِ نَبِّؤُونِي بِعِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔ وَمِنَ الإِبْلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الأُنثَيَيْنِ أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللّهُ بِهَذَا فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللّهِ كَذِباً لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔ (سورۃالانعام:145-144)

یعنی اللہ تعالیٰ نے آٹھ جوڑوں کو پیدا کیا ہے۔دُنبہ میں سے دوکو اور بکرے میں سے دوکو (یعنی نَر و مادہ کو) تُو ان سے کہہ کہ کیا اس نے دونَروں کوحرام کیا ہے یا دو مادینوں کو یا اس چیز کو جو مادینوں کے رحموں میں پائی جاتی ہے۔اگرتم سچے ہو تو مجھے کسی علم کی بنا پر یہ بات بتاؤ۔ اوراس نے اونٹ میں سے دوکو اور گائے میں سے دوکو پیدا کیا ہے (یعنی نَر و مادہ کو) تُو ان سے کہہ دے کہ کیا اس نے دونَروں کوحرام کیا ہے یا دونوں مادینوں کو یا اس چیز کو جو مادینوں کے رحموں میں پائی جاتی ہے۔کیاتم اُس وقت جب تمہیں اللہ نے اس امر کا حکم دیا تھا موجود تھے؟ اگرنہیں تو پھر اُس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے جو جان بوجھ کر اللہ پر اس لئے جھوٹ باندھے کہ لوگوں کو علمی دلیل کے بغیر گمراہ کردے۔ اللہ ظالم لوگوں کو یقیناً راہ نہیں دکھاتا۔

اِن آیات میں قرآن کریم نے مشرکوں کی جاری کردہ رسوم کو جو بُتوں کے نام پر کی جاتی تھیں صرف وہموں کا مجموعہ قرار دیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ یہ بات صرف عرب کے ساتھ مخصوص نہیں تھی کہ وہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں توہم پرستی تھی بلکہ اور ملکوں میں اب بھی ایسی رسومات پائی جاتی ہیں جو محض وہم کی بنا پر ہوتی ہیں۔قرآن کریم نے ایسی تمام باتوں کی سختی سے مخالفت کی ہے۔کیونکہ اس کا پیش کردہ اصل یہ ہے کہ ہر بات حکمت کی بنا پر ہونی چاہیے تاکہ اس پر عمل کرتے ہوئے دل میں بشاشت پیدا ہو اور اوہام کی باتوں کی اطاعت اکراہ اور جبر سے ہوتی ہے نہ کہ بشاشت سے۔

(۳) پھر مشرکین کے عقائد کے خلاف اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہماری زندگی صرف اس دنیا کی نہیں بلکہ مرنے کے بعد ایک غیر منقطع زندگی ملے گی۔ اور موت درحقیقت اس دنیا سے اگلی دنیا میں نقل مکانی کا نام ہے اور یہ دنیا مزرعۃ الآخرۃ ہے یعنی جیسے جیسے اعمال کئے ہوں گے ویسا ہی بدلہ ہمیں ملے گا۔ جو بوئیں گے وہی کاٹیں گے۔ بہرحال وہ شخص جو حیاۃ بعدالموت کا قائل نہیں اس کے اعمال محض محدود دائرہ کے لئے ہوں گے اور اُن کے کرنے سے اس میں بشاشت پیدا نہ ہوگی۔لیکن ایک مومن جو حیاۃ الآخرۃ کو مانتا ہے اس کے اعمال قربانی پر منحصر ہوں گے اور اس کے اندر بشاشت ہوگی۔ پس حیاۃ بعد الموت کا عقیدہ مومن کو بشاشت سے اعمال بجالانے کے لئے ایک خاص تقویت بخشتا ہے۔اسی لئے قرآن کریم نے اس عقیدہ کو بار بار پیش کیا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۔ (سورۃ التوبہ:72)

یعنی مومن مردوں اور مومن عورتوں سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ مرنے کے بعد ان کو ایسی جنّات عطا کی جائیں گی جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے اور بہترین رہنے کی جگہیں انہیں دی جائیں گی اور یہ باغات اور نہریں ہمیشہ کے لئے ہوں گی نہ کہ عارضی۔ پس اسلام اس نظریہ کو پیش کرتا ہے کہ صرف اس دنیا کی زندگی نہیں بلکہ مرنے کے بعد ایک اَور زندگی ملے گی اور اصل زندگی وہی ہے اور یہ کہ اس کے لئے اس دنیا میں اعمال بجالانے چاہئیں۔ چنانچہ فرمایا:

وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۔ (سورۃالعنکبوت: 65)

کہ یہ دنیا تو عارضی ہے اور اصل زندگی تو بعد از موت حاصل ہوگی۔کاش لوگ اس بات کو جان لیں۔

ان تمام امور کے علاوہ اسلام ایسے خدا کو پیش کرتا ہے جو سراپا محبت ہے۔ وہ اپنے عبادت گزاروں کی دعائیں سنتا اور ان کی مشکلات کے وقت ان کے مصائب کو دُور کرتا ہے اور اپنے محبت بھرے کلام سے دلوں کو اطمینان بخشتا ہے۔جیسے فرمایا:

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ۔ (سورۃالنمل:63)

کہ اللہ کے سوا وہ کونسی ہستی ہے جو لاچار کی دعا کو سنتی ہے اور اس کی تکلیف کو دُور کردیتی ہے۔ یعنی ایسی ہستی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اَور نہیں۔صرف اللہ ہی کی ذات ہے جس میں یہ وصف پایا جاتا ہے۔پھر فرمایا:

إِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۔ (سورۃالبقرۃ:187)

یعنی مَیں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور ان کی پکار کو سنتا ہوں۔ پس جب عبادت کرنے والے کو یہ پتہ ہو کہ میرے معبود میں یہ وصف پایا جاتا ہے کہ وہ میری دعاؤں کو سنے گا اور وہ طاقت رکھتا ہے کہ میری ہرقسم کی مشکلات کو دُور کرے تو وہ احکامِ عبادت خوشی سے بجالائے گا اور دوڑتے ہوئے اپنے معبود کے آستانہ پر گرے گا۔

اس کے مقابل پر مشرک جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں وہ اپنے عبادت گزاروں کی نہ تو دعائیں سنتے ہیں اور نہ اُن سے بولتے ہیں اور نہ اُن کی مشکلات میں اُن کے کام آتے ہیں۔ اس قسم کی ہستیوں کو ماننا یا نہ ماننا برابر ہوتا ہے چہ جائیکہ ان کی عبادت کی جائے۔ قرآن کریم بھی بتوں کے معبود نہ بن سکنے کی یہی دلیل بیان فرماتا ہے۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر تشریف لے گئے اور سامری نے ان کی قوم کے سامنے زیورات سے بنا کر بچھڑا معبود کے طور پر پیش کیا اور قوم کا کچھ حصہ گمراہ ہوگیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع ملی تو آپ واپس تشریف لائے اور اس بچھڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ اس بچھڑے کے معبود نہ بن سکنے اور اس کو معبود سمجھنے والوں پر اُن کی غلطی واضح کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلاً وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعاً۔ (طٰہٰ:90)

یعنی کیا یہ بچھڑے کے عبادت گزار نہیں سمجھتے کہ معبود تو اس ہستی کو بنانا چاہئے جو دعائیں سنے۔ تکالیف کو دُور کرے اور اپنی محبت کا اظہار کرے۔ لیکن یہ بچھڑا تو اِن صفات کا مالک نہیں۔ نہ وہ دعا سن کر جواب دیتا ہے اور نہ کوئی نفع دے سکتا ہے اور نہ کسی نقصان سے بچا سکتا ہے۔ پس ایسی کمزور چیز کو معبود بنانا سراسر غلطی ہے۔

پس اسلام نے خدا تعالیٰ کے متعلق جو نظریہ پیش کیا ہے وہ ہر مومن کے اندر ایسا جذبہ پیدا کرتا ہے کہ وہ دوڑتا ہوا اس کے آستانے پر آگرتا ہے اور احکام کے بجالانے میں ایک لذّت محسوس کرتا ہے جبکہ کافر اپنے معبودوں کی عبادت کو ایک بوجھ سمجھتا ہے اور احکام کو ایک چٹّی تصور کرتا ہے۔

اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کا بھی یہی حال ہے کہ اس کے احکام بے حکمت قرار پاتے ہیں۔ مسیحیت کی بنیاد شریعت کے لعنت ہونے پر ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

’’مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا۔ اس نے ہمیں
مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔‘‘
(گلتیوں باب 4 آیت 14)

جب شریعت لعنت ہے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ احکامِ شریعت بے حکمت اور بے مغز ہیں اور محض اللہ تعالیٰ نے انسان سے اپنی خدائی منوانے کے لئے یہ احکام دئے تھے۔ انسان کا ان میں کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اگر روزہ کا حکم دیا تو محض اس لئے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا حکم بجالاتے ہوئے بھوکا پیاسا تڑپتا رہے۔ ورنہ اس کا کوئی روحانی فائدہ نہیں تھا۔ پس عیسائیت شریعت کے احکام کے متعلق یہ سمجھتی ہے کہ نہ وہ انفرادی طور پر فائدہ مند ہیں اور نہ قومی طور پر۔ اور جب یہ حقیقت ہو تو احکام کا بجالانا واقعی ایک مصیبت اور لعنت بن جاتا ہے۔ احکام تبھی رحمت ہوتے ہیں جب ان کی تعمیل کے نتیجہ میں انفرادی اور قومی فائدہ بھی ہو۔ جیسے اسلام کے احکام ہیں کہ نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ سب اپنے اندر گہرا فلسفہ رکھتے ہیں اور نہ صرف یہ کہ وہ خدا تعالیٰ سے ملاتے ہیں بلکہ قومی ترقی اور حفاظت کے لئے بھی بہترین سامان مہیا کرتے ہیں۔

الغرض مسلمانوں اور کافروں کا طریقِ عبادت بالکل مختلف ہے۔ مسلمانوں کے طریقِ عبادت میں دلی بشاشت قائم رہتی ہے۔ کیونکہ ان کی شریعت کے تمام احکام حکمت پر مبنی ہیں۔ اور ان کے اندر معقولیت پائی جاتی ہے۔ پس اِن حکمتوں اور معقولیت کی بناء پر مسلمانوں کی عبادت کافروں اور مشرکوں کی وہمی عبادت کی طرح نہیں ہوسکتی۔ گویا دونوں فریق بالطبع ایک دوسرے کے طریق کو اختیار نہیں کرسکتے۔ مسلم بصیرت کا عادی ہے اور وہ بے بصیرت عبادت کس طرح کرسکتا ہے اور کافر بے بصیرت عبادت کا عادی ہے وہ بصیرت والی عبادت کس طرح کرسکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جو شخص اس عقیدہ پر قائم ہو کہ إِنْ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ۔ (سورۃابراھیم:9) یعنی خدا تعالیٰ انسانوں کی فرمانبرداری کا محتاج نہیں۔ بلکہ وہی احکام اس نے نازل کئے ہیں جو لوگوں کے لئے انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر مفید ہیں۔ اور پھر جو شرک کو وجود باری کے منافی جانتا ہو۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ کیونکر عبادت میں متحد ہوسکتا ہے۔ جن کے اوّل تو کوئی اصول ہی نہیں اور اگر کوئی اصول ہیں تو اُن کا اپنا اختراع ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے متبعین کو حکم دیا ہے کہ وہ کسی زمانے میں کفر کے سامنے جھکیں نہیں بلکہ ان کی طرف سے پورے زور سے یہ اعلان ہونا چاہئے کہ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ۔ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ۔ اے منکرو! تم جو امیدیں لگائے بیٹھے ہو کہ مسلمانوں کو اپنے ادیان کی طرف مائل کرلوگے یہ غلط امیدیں ہیں۔ تم ہماری طرف سے کلیّۃً مایوس ہوجاؤ۔ ہم تمہارے طریق عبادت کو کبھی اختیار نہیں کرسکتے۔ یعنی تم جن اصول پر عبادت کرتے ہو۔ ہم اُن اصول پر عبادت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور اس اعلان کی وجہ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ میں بتادی۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طوعی اطاعت کے طریق کو پیش کیا ہے تم اس کے منکر ہو۔ حالانکہ اس پر عمل کرنے سے بشاشت قلب قائم رہتی ہے اور صحیح الفکر انسان کا دل خود یہ چاہتا ہے کہ وہ اِن پیشکردہ طریقوں پر گامزن ہو۔ کیونکہ احکام کے ساتھ ساتھ اُن کی علّت اور وجہ بھی بتادی گئی ہے اور یہ بتادیا گیا ہے کہ ان احکام پر چلنے والے کو خدا تعالیٰ کی رضا کے علاوہ کون کون سے قومی اور ملّی فوائد حاصل ہوسکتے ہیں۔ اس کے مقابل پر دوسرے مذاہب کے متبعین کے پاس جو احکام عبادت ہیں۔ اُن کی تعمیل میں نہ تو بشاشت قلب قائم رہ سکتی ہے اور نہ انسان خوشی خوشی اُن کو اختیار کرسکتا ہے۔ کیونکہ اُن احکام کی علّت اور وجہ نہیں بتائی گئی اور نہ یہ بتایا گیا ہے کہ ان احکام پر چلنے والوں کو قومی پر ملّی طور پر کیا فوائد حاصل ہوسکتے ہیں۔ اور جب یہ باتیں احکام میں نہ ہوں تو ایک عقل اور فکر سے کام لینے والا انسان ان احکامِ عبادت کو کیسے اختیار کرسکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ عقل اور قوّت فکر کو جواب دے دے۔ پس ایک مسلمان اعلیٰ درجہ کے احکام عبادت کی موجودگی میں غیر معقول احکام کو کیسے اختیار کرسکتا ہے اور اپنے بہترین دین کو چھوڑ کر ناقص ادیان کی اتباع کا خیال بھی ذہن میں کیسے لاسکتا ہے اور اسی بات کو لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ میں پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔‘‘

بقیہ: ہم سپین کو پھر لیں گے
از صفحہ 12

پر آگے ان شاء اللہ پھر عمارتیں استوار ہوں گی۔ جو منصوبہ میں نے آپ کو دیا ہے اگر اس پر عمل ہوجائے تو انشاء اللہ بڑے وسیع علاقہ میں احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچ جائے گا اور سپین کے لیے اس سے پہلے، میرا نہیں خیال کہ اتنا وسیع منصوبہ کبھی بنا ہوگا۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 28 فروری تا 6 مارچ 2014ء صفحہ 9، 10)

اس تبلیغی منصوبہ کے تحت حضور انور نے ان 20 مربیان کے سپرد 3 ہفتوں میں 2 لاکھ افراد تک بذریعہ لیف لیٹس اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کی ذمہ داری لگائی جو انہوں نے حضور انور کی توقعات پر پورا اترتے ہوئے یوں نبھائی کہ 2 لاکھ 70 ہزار افراد تک اسلام کا پیغام پہنچایا۔

خدا نے ہے خضرِ رہ بنایا ہمیں طریقِ محمدیؐ کا
جو بھولے بھٹکے ہوئے ہیں ان کو صنم سے لاکر ملائیں گے ہم

آج یقیناً سپین کے مرغزاروں میں چلنے والی نسیمِ صبا مسیح محمدی کے پیغام سے مہک رہی ہوگی۔ اور ارضِ اندلس میں مدفون ربانی بزرگوں کی روحیں خوش ہوں گی اور خدا کے حضور اس کی حمد کے گیت زیادہ شان سے گا رہی ہوں گی کہ خدا وہ دن پھر لایا کہ سپین پھر سے اسلام کے پیش کردہ خدائے واحد و یگانہ کے آگے جھکنے اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کی تیاریوں میں ہے۔

آج اگر مصطفیٰ منفلوطی زندہ ہوتا تو جہاں اس نے ’’العبرات‘‘ میں ’’ذکریٰ‘‘ لکھ کر ارض اندلس سے مسلمانوں کے ختم کیے جانے کی درد بھری داستان لکھی، وہیں کوئی ایسی تحریر بھی چھوڑ جاتا جس میں ان ’’عبرات‘‘ (آنسوؤں) کو پونچھنے والے کا بھی ذکر ہوتا۔

حضرت مصلح موعودؓ اپنی نظم ایک نظم میں کیا خوب فرماتے ہیں:

ہے ساعتِ سعد آئی اسلام کی جنگوں کی
آغاز تو میں کردوں انجام خدا جانے

☆......☆......☆......☆

بقیہ: خطاب حضورانور۔ از صفحہ نمبر 2

انسان ہوں، بس آپ کی ذرّہ نوازی ہے کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا۔ جب تعریف ہو رہی ہو تو اس وقت تو یہ الفاظ ادا کر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ عاجزی نہیں ہے۔ عاجزی وہ ہے کہ اپنی مرضی کے خلاف بات ہو، اپنی عزت پر حرف آتا ہو اور پھر انسان خدا تعالیٰ کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کرے۔ اپنا علم ہوتے ہوئے بھی، یہ جانتے ہوئے کہ مَیں نے سب کچھ پڑھا ہوا ہے، میرا اس میں علم ہے، دوسرے سے علم کی وجہ سے تکبر کا اظہار نہ کرے تو یہ عاجزی ہے۔ اپنی دولت ہوتے ہوئے بھی اپنے سے کم یا غریب سے عزت سے ملے تو یہ عاجزی ہے۔ اپنی دولت کا اظہار فخر کے رنگ میں نہ کرے۔

پھر صدقہ و خیرات کرنے والے ہوں یا والی ہوں۔ روزہ رکھنے والے اور والی کا ذکر ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر عبادات بجالانے والے اور عبادات بجالانے والیاں، اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے والیاں، ہر قسم کی برائی سے بچنے والیاں، زبان اور آنکھ کو ہر ناجائز استعمال سے روکنے والیاں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والیاں، اِن سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے اجرِ عظیم رکھا ہے۔ عورتیں بھی اور مرد بھی ہر ایک جو اِن نیکیوں کو انجام دے گا اِس کا بہترین اجر ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔

پھر قرآنِ کریم نے ہمیں دوسری جگہوں پر اَور بھی بعض نیک کام بتائے ہیں۔ مثلاً اُن میں ایک امانات کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے عہدوں اور اپنی امانتوں کی نگرانی کرو۔ ایک احمدی مرد اور عورت کی یہ بھی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ جب ہم عہدِ بیعت میں شامل ہوتے ہیں اور یہ عہد کرتے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی تو یہ جائزہ لیں کہ کیا ہمارے دل بھی حقیقت میں اس کے گواہ ہیں۔ دین کو دنیا پر مقدّم ایک عورت نے صرف اپنے لئے نہیں رکھنا بلکہ جن بچوں کی تربیت کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے اگر ان کی تربیت کا حق ادا نہیں کر رہی تو اپنے عہد کا پاس نہیں کر رہی۔

اسی طرح امانتوں کی حفاظت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور جیسا کہ مَیں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ احمدی بچے اپنے ماں باپ کے پاس جماعت کی امانت ہیں چاہے کوئی بچہ وقفِ نَو ہے یا نہیں۔ وقفِ نو بچے کو تو خاص طور پر جماعت کی خدمت کے لئے تیار کرنا ہی ہے۔ اُن کے ذہنوں میں بچپن سے ڈالنا ہی ہے کہ تم نے جماعت کا خادم بننا ہے۔ لیکن ایک غیر وقفِ نو بچہ اور بچی جو ہے وہ بھی جماعت کے لئے اسی طرح اہم ہے جتنا وقفِ نَو کیونکہ جماعت کی ترقی پوری جماعت کی اصلاح سے وابستہ ہے۔ بعض دفعہ وہ لوگ جو واقفِ زندگی نہیں وہ واقفِ زندگیوں سے زیادہ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ تبلیغی میدان میں بھی ان کی کوشش اور ان کے نتائج غیر معمولی ہوتے ہیں۔ علمی میدان میں بھی وہ بہت اہم کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں جو جماعت کے حق میں جاتا ہے۔ پس ان امانتوں کی حفاظت کرنا، ان کی بہترین تربیت کرنا، یہ بھی ماں باپ کے فرائض میں داخل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’بہترین تحفہ جو ماں باپ اپنے بچے کے لئے پیش کرتے ہیں یا اُس کو دے سکتے ہیں وہ ان کی بہترین تربیت ہے‘‘۔

(ماخوذ از سنن الترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی ادب الولد حدیث نمبر 1952)

اور آجکل کے ماحول میں جبکہ ہر طرف آزادی کے نام پر معاشرے میں بہت کچھ ہو رہا ہے۔ اس کا بیان بھی ممکن نہیں یا کم از کم بہت مشکل ہے۔ اور ٹی وی اور انٹرنیٹ کے ذریعے یہ گھروں تک بھی پہنچ چکا ہے۔ ماں باپ کو اپنے بچوں کی نگرانی اور تربیت کی طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آزادی کے نام پر بچوں کی ضد دیکھ کر انہیں اندھے کنویں میں جان بوجھ کر نہ پھینکیں۔ اُنہیں آگ میں جان بوجھ کر نہ ڈالیں۔ مسلسل دعاؤں اور نگرانی سے جب آپ بچوں کی تربیت کی کوشش کر رہی ہوں گی تو یقیناً اللہ تعالیٰ جو آپ کے درد کو جانتا ہے آپ کی مدد فرمائے گا۔

اِس ضمن میں مَیں یہ بھی کہوں گا کہ مغربی ممالک میں مائیں اپنی مصروفیتوں کے بہانے کر کے اپنے بچوں کو قرآنِ کریم پڑھانے کے لئے غیر از جماعت قاریوں کے پاس بھیج دیتی ہیں۔ کینیڈا سے بھی مجھے رپورٹیں ہیں اور امریکہ سے بھی، جرمنی سے بھی، انگلستان میں بھی بعض جگہ سے، اور کئی اَور جگہوں پر بلکہ پاکستان میں بھی کئی کیس ایسے ہوئے ہیں کہ ایسے قاریوں نے قرآن کریم تو کم پڑھایا ہے لیکن جماعت کے متعلق غلط باتیں بچوں کے ذہنوں میں پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب جبکہ جماعت کی ویب سائٹ alislam پر بھی قرآنِ کریم کے صحتِ تلفظ کے پروگرام ہیں اور MTA پر بھی پروگرام آتے ہیں تو اِن کو ریکارڈ کر کے خود سکھائیں۔ اور MTA والے ہر ملک کے لحاظ سے وقت کا اندازہ کر کے ان پروگراموں کو دوبارہ نئے سرے سے شروع کریں تا کہ کوئی بہانہ نہ رہے کہ ہم سکھا نہیں سکتے۔ یہ پہلے تو آپ ماؤں کی ذمہ داری ہے کہ خود بھی سیکھیں اور پھر سکھائیں بھی۔ سندات تو آج آپ، قرآنِ کریم پڑھانے والیوں نے وصول کر لیں تو اب اِن سے آگے اَور پڑھانے والیاں پیدا ہوتی چلی جانی چاہئیں بلکہ ہر عورت، ہر ماں جو ہے وہ صحتِ تلفظ کے ساتھ قرآنِ کریم پڑھانے والی ہو۔ پس ہم میں سے ہر ایک نے ان امانتوں کو سنبھالنا ہے جو ہمارے سپرد کی گئی ہیں۔ جنہوں نے پھر آئندہ جماعت کے لئے مفید وجود بننا ہے۔ یہ حق ادا کرنے والے، امانتوں کا حق ادا کرنے والے احمدی مرد اور عورتیں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پانے والے بھی ہوں گے لیکن حدیث کے مطابق گھر کی نگرانی کیونکہ عورت کے سپرد کی گئی ہے اس لئے اس کا زیادہ فرض ہے۔

قرآنِ کریم نے جو یہ دعا سکھائی ہے کہ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان: 75)۔ یہ صرف مَردوں کے لئے نہیں ہے بلکہ عورتوں کے لئے بھی ہے۔ متقیوں کا امام بننا، اپنے بچوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کرنا، عورتیں بھی یہ دعا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ صرف مرد یہ دعا کریں۔ جب گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے مرد امام بنتا ہے تو اس کے بیوی بچے اس کے ماتحت ہوتے ہیں تو عورت بھی اس دعا کی وجہ سے اپنے بچوں کی امام بن جاتی ہے اور پھر بچے اس کے زیرِ نگیں ہوتے ہیں۔ پس یہ امامت کا حق ادا کرنا بھی ہر ماں کا فرض ہے۔ ہر احمدی ماں کا فرض ہے۔ اور جب آپ متقیوں کا امام بننے کی دعا کریں گی تو اپنے بچوں کے تقویٰ کے معیاروں کو بھی دیکھیں گی۔ اُن کی نیک اعمال کی طرف راہنمائی بھی کریں گی۔ ایک فکر کے ساتھ ان کے نیکیوں کے اختیار کرنے اور ان پر قائم رہنے کے لئے دعائیں بھی کریں گی۔ اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ جب آپ ان بچوں کے متقی ہونے کے لئے اور ان متقیوں کا امام بننے کے لئے دعا کر رہی ہوں اور اس کے لئے کوشش کر رہی ہوں تو خود اپنی طرف آپ کی توجہ نہ ہو، اپنے تقویٰ کے معیار آپ کے بلند نہ ہو رہے ہوں۔ اسی طرح جب مَردوں کی بھی یہی سوچ ہوگی تو تب ہی ایک نیک اور اعمالِ صالحہ بجالانے والا معاشرہ قائم ہو رہا ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین اجر پانے والا ہوگا۔

عورتوں کو یہ بھی بتا دوں کہ ہر نیک عمل میں عورتوں کے مَردوں کے ساتھ حصہ لینے کی وجہ سے وہ اجرِ عظیم سے حصہ پائے گی اور جنت میں داخل ہوگی لیکن اسلام نے ایک ایسا بلند مقام بھی عورتوں کو عطا فرمایا ہے جو مردوں کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور وہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح جلد دوم صفحہ 372 كتاب الصلاة باب المساجد ومواضع الصلاة حدیث 694 مطبوعہ دار الكتب العلمية بيروت 2001ء)

پس یہ جنت کی کنجی، یہ چابی جو آپ کے پاؤں کے نیچے رکھی گئی ہے، جو آپ کے سپرد کی گئی ہے یہ آپ کو ایک امتیاز دِلاتی ہے۔ اس کا استعمال کر کے اپنے لئے بھی جنت کے دروازے کھولیں اور اپنی اولاد کے لئے بھی جنت کے دروازے کھولیں۔ جنت کی یہ چابی آپ کو اس لئے ملی ہے کہ آپ ایک نئی نسل کی تربیت گاہ ہیں۔ اس چابی کے ساتھ ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ آپ کو یونہی نہیں چابی مل گئی۔ اس چابی کے ساتھ ایک کوڈ نمبر بھی ہے۔ ہر ماں جنت تک پہنچانے والی نہیں بلکہ وہی ہے جو اِس کوڈ نمبر کو استعمال کرے گی اور وہ کوڈ ہے اعمالِ صالحہ اور تقویٰ۔ جب اس کا عکس اس دروازے اور تالے پر پڑے گا تو ان ماؤں اور اُن کے بچوں کے لئے جنت کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ پس ہر احمدی عورت اس کو استعمال کرے اور دنیا کو بتا دے کہ تم کہتے ہو کہ اسلام میں عورت کی عزت نہیں ہے۔ اسلام تو ہمیں ہمارے نیک اعمال کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ مَردوں کے برابر جنت کی خوشخبری دیتا ہے بلکہ اپنی اولاد کی نیک تربیت کی وجہ سے ہماری اولاد کی بھی جنت کی ضمانت دیتا ہے اور ہمارے مرنے کے بعد ہر وہ نیک عمل جو ہماری اولاد ہماری نیک تربیت کی وجہ سے کرتی ہے وہ جہاں اُس اولاد کے حق میں ثواب حاصل کرنے والی ہوتی ہے وہاں ماؤں کے اس دنیا کے رخصت ہو جانے کے بعد بھی ماؤں کے درجات بلند کرنے کا ذریعہ بن رہی ہوتی ہے۔ پس یہ اعزاز حاصل کرنے کے لئے ہر ماں کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نوجوان بچیوں کو پھر مَیں کہتا ہوں کہ اپنے مقام کو سمجھو۔ اپنے تقدس کا خیال رکھو۔ اس ملک میں آ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو سہولتیں اور آسانیاں مہیا فرمائی ہیں اُنہیں اپنی ذاتی عارضی تسکین کا ذریعہ نہ بناؤ بلکہ جماعت کے مفاد کے لئے استعمال کرو۔ انٹرنیٹ کو لغویات اور فضولیات کے لئے استعمال کرنے کی بجائے احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے استعمال کرو۔ اسے غیر اور نامحرم لڑکوں سے رابطے کی بجائے دین سیکھنے کے لئے استعمال کرو۔

میرے ایک جائزے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جن گھروں میں ماں باپ کا آپس کا محبت اور پیار کا سلوک نہیں ہے اُن کے بچے زیادہ باہر جا کر سکون تلاش کرتے ہیں۔ اس لئے ماں باپ سے بھی مَیں کہوں گا کہ اپنی ذاتی اَناؤں کی وجہ سے اور اپنی ادنیٰ خواہشات کی وجہ سے گھروں کا سکون برباد کر کے اپنی نسلوں کو برباد نہ کریں اور حقیقی طور پر متقیوں کا امام بننے اور اپنی امانتوں کا حق ادا کرنے والے بننے کی کوشش کریں اور اپنے عہد کو اور وعدے کو پورا کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر آپ نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اب دعا کر لیں۔

☆......☆......☆......☆

نظارت نشر و اشاعت قادیان کی طرف سے شائع شدہ نئی کتب

The Philosophy of the Teachings of Islam
by Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, P.B, Pages-209, Code-E-56

اسلام اصول کی فلاسفی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معرکہ آرا خطاب ہے۔ جو جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں اسلام کی نمائندگی میں پڑھا گیا جس کے پڑھے جانے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے بشارت دے دی تھی کہ ’’مضمون بالا رہا‘‘ نمائندگان مذاہب کمیٹی جلسہ کی طرف سے اعلان کردہ 5 سوالات کے جواب اپنی مذہبی کتب سے دینے کے پابند تھے۔ صرف یہی تقریر سوالات کا حقیقی اور مکمل جواب تھی۔ جسے حاضرین نے سب پر بالا تسلیم کیا۔ کتاب ہذا کا انگلش ترجمہ 209 صفحات پر مشتمل ہے۔

سچائی کا اظہار (ہندی)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس مختصر رسالہ میں عبداللہ آتھم رئیس امرتسر کا بشرط مغلوبیت اسلام لانے کا اقرار نامہ اور بعض فاضل مستند علماء عرب و شام کی آپ علیہ السلام کی تصدیق کا اظہار ہے حضورؑ نے اس رسالہ میں تمام مکفر مکذب علماء کو دعوت مباہلہ دی ہے۔ رسالہ کا ہندی ترجمہ 22 صفحات پر مشتمل نظارت نشر و اشاعت قادیان نے پہلی بار شائع کیا ہے۔

براہین احمدیہ (ہندی)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کے بے نظیر کلام الٰہی ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور اسلام کے زندہ اور کامل مذہب ثابت کرنے کیلئے عظیم الشان دلائل کے ساتھ معرکہ آراء کتاب براہین احمدیہ تصنیف فرمائی اور ہر مخالف اسلام کو ایسے دلائل کے ثلث یا ربع یا خمس پیش کرنے والے کے لئے دس ہزار روپے کا انعام مقرر کیا۔ یہ عظیم الشان کتاب بے نظیر ثابت ہوئی۔ جس کا مقابلہ کرنے سے تمام منکرین اسلام عاجز آ گئے اور اسلام کو فتح عظیم حاصل ہوئی۔ اس کتاب کے پہلے چار حصوں کا 825 صفحات پر مشتمل ہندی ترجمہ پہلی بار نظارت نشر و اشاعت قادیان نے شائع کیا ہے۔

Selected Verses of the Holy Quran

ارکان ایمان ارکان، اسلام، دینی و دنیوی، معاشی اخلاقی اور روحانی تعلیمات پر مشتمل قرآن مجید کی منتخب آیات کا مجموعہ ہے جو پہلی بار جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر شائع ہوا۔ موجودہ ایڈیشن 74 صفحات پر مشتمل عربی متن اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ دیدہ زیب ٹائٹل اور عمدہ پرنٹنگ میں نظارت نشر و اشاعت قادیان نے شائع کیا ہے۔

Selections from the Writings of the Promised Messiah

توحید و صفات باری تعالیٰ، رسالت انبیاء، مقام خاتم النبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن مجید کی اعلیٰ و ارفع شان جماعت احمدیہ کے عقائد اور مستقبل، اسلامی تعلیمات پر مشتمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منتخب تحریرات کا مجموعہ ہے جو پہلی بار جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی پر شائع ہوا ہے موجودہ ایڈیشن 99 صفحات پر مشتمل اردو متن اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ دیدہ زیب ٹائٹل اور عمدہ پرنٹنگ میں نظارت نشر و اشاعت قادیان نے شائع کیا ہے۔

ہم سپین کو پھر لیں گے

مٹا کے نقش و نگارِ دین کو یونہی ہے خوش دشمن حقیقت
جو پھر کبھی بھی نہ مٹ سکے گا اب ایسا نقشہ بنائیں گے ہم

زبیر احمد۔مربی سلسلہ

سپین جہاں مسلمانوں نے سینکڑوں سال حکومت کی اور ایسا روشن خیال اور ترقی یافتہ معاشرہ تشکیل دیا کہ جس کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی لَو سے یورپ کے اندھیرے دور ہوئے۔ جس نے ابن رشد اور ابن سینا، ابن عربی اور ابن حزم جیسے پائے کے سینکڑوں نابغۂ روزگار پیدا کیے۔ ہاں وہی سپین جو مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کا امین بن کر رہ گیا اور اسلامی سپین کی حکومت کے دردناک زوال اور مسلمانوں کے اس خطۂ زمین سے حرف غلط کی طرح مٹا دیئے جانے کی افسوسناک کہانیوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔

آج خلافت احمدیہ کے سوا کون ہے جو ایک عالمی مرکزی دھارے میں لاتے ہوئے اہالیانِ سپین کو مسلمان کرنے اور دینِ حق کے ازسرِ نو احیا کے لیے مخلصانہ کوششیں کر رہا ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 1946ء میں سپین میں ازسرِ نو دینِ حق کے احیاء کے سلسلہ میں فرمایا تھا:

’’کیا اسپین سے نکل جانے کی وجہ سے ہم اسے بھول گئے ہیں؟ ہم یقیناً اسے نہیں بھولے۔ ہم یقیناً ایک دفعہ پھر اسپین کو لیں گے۔ ہماری تلواریں جس مقام پر جا کر کند ہو گئیں وہاں سے ہماری زبانوں کا حملہ شروع ہوگا۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 4 اپریل 2013ء صفحہ 12)

ذیل کے مضمون میں مشتے از خروارے کے طور پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سپین میں احیائے اسلام کے لیے دی گئی ہدایات و رہنمائی میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

2010ء کے دورہ سپین کے موقع پر حضور انور نے جماعت سپین کو جن ہدایات سے نوازہ ان میں سے چند یہ تھیں:

☆...... کتابیں دیتے وقت ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ ’’اسلام اور عصرِ حاضر کے مسائل کا حل‘‘ اور قرآن کریم سپینش ترجمہ کے ساتھ دیا کریں۔

☆...... سپینش زبان میں جتنا لٹریچر ہے سارا ویب سائٹ پر ڈال دیں۔

☆...... اہلِ سپین کے تہواروں اور نئے سال پر تحفے تحائف دیا کریں۔ تعلقات بڑھائیں۔

☆...... ہر صدر جماعت اپنے مئیر کو سال میں کم از کم 10 مرتبہ ملیں۔ اسی طرح مربیان بھی۔

☆...... سوال نامہ تیار کر کے سروے کریں۔ اس کے مطابق چھوٹے قصبوں، گاؤں میں ان عناوین پر لیکچرز رکھیں۔

☆...... جو بات سپینش پریس میں اسلام کے حق میں نکلے اس کو کثرت سے پھیلائیں۔

☆...... ہر قوم اور علاقے کے لیے الگ الگ پروگرام بنائیں۔

☆...... ایم ٹی اے کی سی ڈیز سپینش لوگوں میں تقسیم کریں۔

☆...... امن کانفرنس پر میرے لیکچر تقسیم کریں۔

☆...... ایم ٹی اے کی تیار کردہ ڈاکومنٹری One Leader One Community سپینش میں Dubb کر کے تقسیم کریں۔

☆...... جماعتی تعاون پر مشتمل لیف لیٹ جس پر ویب سائٹ کا ایڈریس وغیرہ درج ہو 2 ملین کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کریں۔

(الفضل انٹرنیشنل 21 تا 27 مئی 2010ء صفحہ 2)

2013ء کے دورہ سپین کے موقع پر حضور انور نے جو ہدایات مرحمت فرمائیں ان میں سے چند ایک یہ تھیں:

☆...... آپ دو لاکھ لیف لیٹس تقسیم کر چکے ہیں تو اب جو دوسرا لیف لیٹ ہے احمدیت کا پیغام ہے، حضرت مسیح موعودؑ کی آمد ہے یہ بھی تیار کر کے ان سب کو دیں جن کو پہلا لیف لیٹ دیا ہے۔

☆...... چھوٹے چھوٹے لٹریچر اور پمفلٹ اس طریق سے شائع کریں کہ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا آتا رہے۔ اور تبلیغ کا راستہ کھلتا رہے۔

☆...... کتاب ’’World Crisis and Pathway to Peace‘‘ سپینش میں جلد شائع کریں۔

☆...... مزاج بدل رہے ہیں، اب اس سے آپ لوگوں کو فائدہ اٹھانا ہے۔

☆...... ہر علاقے میں لیف لیٹنگ کریں۔ بڑے لوگوں کو بھی یہ لٹریچر دیں، عوام کو بھی دیں اور تاجر پیشہ حضرات کو بھی دیں۔

☆...... خدمت خلق کے کام بھی کریں۔ ہسپتالوں میں جائیں۔ اولڈ ہوم میں جائیں۔ بوڑھوں کا حال پوچھیں، ان کے ساتھ کچھ وقت گزاریں ان کو تحائف دیں۔

☆...... سکولوں میں، کالجز میں اور یونیورسٹیز میں سیمینارز کا انعقاد کریں۔ عنوان کوئی بھی ہو سکتا ہے، اسلام کے بارہ میں، امن کے قیام کے بارہ میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر، کوئی بھی عنوان ہو سکتا ہے۔

☆...... خدام الاحمدیہ دعوت الی اللہ میں بھی Active ہو۔ آپ نے ہر ایک کو پیغام پہنچانا ہے۔ ہر ایک کا حق ہے کہ اس کو پیغام پہنچے۔

☆...... ہر ایک قوم کو اس کی زبان میں پیغام پہنچانا ہے، مراکن (Moroccan) ہیں تو ان کو ان کی زبان میں پیغام پہنچائیں۔ اسی طرح اگر کوئی پاکستانی ہے تو اس کو اس کے مطابق۔

☆...... چھوٹی جگہوں پر جائیں، وہاں دین، مذہب کی طرف رجحان زیادہ ہوتا ہے۔

☆...... بارسلونا کی طرف جو لاکھوں عرب آباد ہیں اور ان کے اپنے محلے ہیں ان کو عربی زبان کی CDs بھی دیں۔ ایم ٹی اے کے عربی پروگراموں کا تعارف کروائیں۔ اور جہاں ان کے سنٹرز ہیں وہاں ان سے رابطہ کریں اور ان کے بڑے لیڈروں سے ان کے سرکردہ افراد سے ذاتی تعلق بنائیں۔ حکمت کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔

☆...... کسی بڑی لائبریری میں، کونسل ہال میں جہاں پبلک کا آنا جانا ہو اور کثرت سے لوگ وزٹ کرتے ہوں وہاں نمائش لگائیں۔ قرآن کریم کی نمائش لگائیں۔ نمائشوں سے تعارف بڑھے گا۔ صحافیوں کو بھی دعوت دیں۔

اسی طرح اخبارات کے ذریعہ بھی وسیع پیمانے پر پیغام پہنچے گا اور پھر جو رابطے ہوں ان کا Follow up بھی ضروری ہے۔ (روزنامہ الفضل 29 اپریل 2013ء صفحہ 4، 5)

2005ء میں حضور انور نے اپنے پہلے ہی دورۂ سپین کے دوران خطبہ جمعہ میں فرمایا:

’’اب وقت ہے کہ سپین میں مسیح محمدی کے ماننے والوں کی بیوت کے روشن مینار اور جگہوں پر بھی نظر آئیں۔ تو اس کے میرا انتخاب جو میں نے سوچا اور جائزہ لیا تو ویلنسیا کے شہر کی طرف توجہ ہوئی۔‘‘

(روزنامہ الفضل 10 اپریل 2013ء صفحہ 3)

چنانچہ سپین کا وہ صوبہ ویلنسیا کہ جہاں سے سب سے آخر میں 1609ء میں مسلمانوں کو نکالا گیا تھا اور ملکِ سپین سو فیصد عیسائیت کی آغوش میں چلا گیا اور توحید کی جگہ تثلیث کا پرچارک بن گیا، وہیں خدائے بزرگ و برتر کی تقدیرِ خاص کے تحت حضور انور کی خاص تحریک پر جماعت کو مسجد بیت الرحمٰن کی تعمیر کی توفیق ملی۔

وہ شہر جو کفر کا ہے مرکز، ہے جس پر دینِ مسیح نازاں
خدائے واحد کے نام پر اک اب اس میں مسجد بنائیں گے ہم

یہ مسجد کہ جس میں عورتوں اور مردوں کے لیے نمازوں کے الگ ہال۔ 2 Multi Purpose ہال، 7 دفاتر، 1 لائبریری، 1 بڑا کچن، 1 سٹور، 1 ٹیکنیکل روم، وضو کے لیے علیحدہ علیحدہ جگہیں و دیگر سہولیات ہیں، پر کل 1.2 ملین یورو خرچ ہوئے۔ اس مسجد میں کل تقریباً 735 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔

گو کہ ویلنسیا میں سعودی عرب اور مصر کے خرچ سے بھی ایک مسجد تعمیر ہوئی ہے لیکن ہماری مسجد علاقہ کی بڑی مسجد ہے۔ (روزنامہ الفضل۔ 2 اپریل 2013ء صفحہ 3)

اس مسجد کی تعمیر سے قریب آباد عرب مسلمانوں میں ایک مثبت ردِ عمل سامنے آ رہا ہے۔

اپریل 2013ء کے دورۂ سپین کے دوران حضور انور ویلنسیا کے علاقہ Alcante میں مسلمانوں کے ان ویران گھروں کو بھی دیکھنے تشریف لے گئے جہاں کئی صدیاں قبل ملک سپین سے مکمل طور پر نکالے جانے سے قبل مسلمان نہایت تنگدستی کی حالت میں محصور رہے۔

اسی تاریخی سفر کی رپورٹ کرتے ہوئے مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن تحریر کرتے ہیں:

’’ان گھروں کے چپہ چپہ پر، درودیوار پر، المناک، دل کو دہلا دینے والی داستانیں رقم ہیں۔ حضور انور ان اجڑے ہوئے گھروں میں تشریف لے گئے۔ کبھی ایک کمرے میں قدم رکھتے تو کبھی دوسرے گھر میں، ایک دروازہ سے داخل ہوتے تو دوسرے دروازہ سے باہر نکلتے۔ گری ہوئی دیواروں پر قدم رکھتے ہوئے مختلف گھر دیکھے۔ غریب مسلمانوں کے یہ گھر ایسے تھے کہ یہاں بعد میں ان کو بھٹک کر کے کسی نے رہنا بھی گوارا نہیں کیا۔ اور یہ اجڑی ہوئی ویران بستی آج بھی اپنے مکینوں کی یاد میں آنسو بہاتی ہے۔

حضور انور نے اپنے کیمرہ سے ان گھروں کی تصاویر بنائیں اور محمد احمد ناصر (انچارج سیکیورٹی) کو فرمایا کہ اس گھر کی اونچی دیوار ہے اس پر کھڑے ہو کر اذان دیں۔ پھر حضور انور نے ایم ٹی اے ٹیم کے عرب ممبر منیر عودہ صاحب سے فرمایا کہ یہاں ان گھروں سے عربوں کو نکالا گیا تھا۔ آپ عرب ہیں آپ بھی ایک گھر کی دیوار پر کھڑے ہو کر اذان دیں۔

یوں خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے تحت چار صدیاں گزرنے کے بعد ایک بار پھر اس بستی میں اللہ اور رسول کا نام بلند ہوا اور اذان کی آواز اس وادی میں گونجی۔

اذان کے دوران ایک عجیب واقعہ رونما ہوا کہ اس جگہ بادل کے ایک ٹکڑے سے تیس سیکنڈ سے بھی کم وقت میں اولے گرے۔

یہ منظر دیکھتے ہی حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا یہ الہامی مصرہ پڑھا

پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن

حضور انور کی اس بستی میں آمد سے اور یہاں مبارک قدم پڑنے سے یہاں روحانی بہار بھی آئی ہوئی تھی۔ اور پھر ظاہری طور پر بھی بہار کا موسم تھا جو یقیناً آئندہ کی عظیم الشان کامیابیوں اور فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔‘‘ ان شاء اللہ (روزنامہ الفضل 25 اپریل 2013ء صفحہ 4)

حضور انور نے اس علاقہ کے مئیر سے ملاقات کے دوران مئیر کی خواہش پر Book of Honour پر جو ریمارکس دیئے وہ یہ تھے:

’’مجھے خوشی بھی اور جذباتی کیفیت بھی ہے کہ میں آج اس علاقہ میں آیا ہوں جہاں مسلمانوں کو مجبور کر کے رکھا گیا۔ اور پھر یہاں سے انہیں زبردستی نکالا گیا۔ ان کے بچوں کو چھین لیا گیا۔ جن کی پرورش پھر عیسائی گھرانوں میں ہوئی۔ آج ایک مسلمان کی حیثیت سے اس علاقہ میں آ کر یہاں کے اس وقت کے لوگوں اور خاص طور پر مئیر صاحب کے خوشدلانہ استقبال سے یہ امید ہے کہ ان شاء اللہ اب یہاں مسلمانوں کو ہمیشہ خوشدلی سے خوش آمدید کہا جائے گا۔ میں مئیر صاحب کا خاص طور پر شکرگزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے۔‘‘

مرزا مسرور احمد
امام جماعت احمدیہ عالمگیر
خلیفۃ المسیح الخامس
6-4-13

(روزنامہ الفضل 25 اپریل 2013ء صفحہ 3)

اس سفر کے دوران سپین سے تاریخ کے ایک پروفیسر صاحب Mr. Girones بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ:

’’یہاں مسلمان آباد تھے اور ان کا ہی یہ علاقہ ہے۔ اب آپ لوگ جو مسلمان ہیں یہاں آ گئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ مسلمان یہاں واپس آئیں‘‘۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ’’ہمارا پہلا قدم آ گیا ہے‘‘۔

(روزنامہ الفضل 25 اپریل 2013ء صفحہ 4)

جس طرح گزشتہ زمانوں میں جنگوں کے دوران کمانڈر انچیف اپنی خاص فورس خاصہ دار فوج کو اہم ترین جگہوں پر بھیجتے، اسی طرح آج روحانی دنیا کے سپہ سالار اپنی خاص فوجوں کو روحانی جنگ کے دوران استعمال فرما رہے ہیں۔ حضور انور کی عنایات و شفقتوں سے حصہ لیتے ہوئے، خاص حضور کی نگرانی میں جامعہ احمدیہ یو کے سے فارغ التحصیل ہونے والے دوسرے بیج کے مربیان کو حضور انور نے تین ہفتوں کے پروگرام کے تحت سپین کے طول و عرض میں تبلیغِ اسلام کے لیے بھیجا۔

اس کا ذکر حضور انور نے ان مربیان کو مخاطب کرتے ہوئے یوں فرمایا:

’’ان جیسا کہ میں نے پروگرام بنایا ہے اور آپ کے علم میں ہے کہ آپ کی کلاس اب ان شاء اللہ سپین جائے گی تا کہ مجموعی لحاظ سے ہم سپین میں بھی ایک تبلیغی مہم کا آغاز کر سکیں۔ پس اس سوچ کے ساتھ وہاں آپ نے جانا ہے کہ ہم نے اسلام کا جھنڈا وہاں گاڑنا ہے جو آٹھ سو سال پہلے ہم سے چھینا گیا تھا...... مہینہ دو مہینہ میں تو سارے کام نہیں ہو جاتے لیکن ایک بنیاد آپ وہاں رکھ سکتے ہیں جس

بقیہ صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت قدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد

سوچ کے دو انداز

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسلمانوں کے لئے بطور حَکَم کے ہوا۔ آپؑ نے امّتِ مسلمہ کے عقائد کا قبلہ درست فرما کر دوبارہ انہیں اپنی اصل کی طرف لوٹایا۔ ذیل میں احمدی مسلمان اور غیر احمدی مسلمان کے درمیان پایا جانے والا امتیاز موازنہ کی صورت میں پیش ہے۔

(سید حارث احمد۔لندن)

احمدی مسلمان	غیر احمدی مسلمان
1۔قرآن شریف خدا کا کلام ہے اس کا ہر ہر لفظ اور ہر ہر حرف واجب العمل ہے اس کا کوئی شعشہ بھی منسوخ نہیں۔	1۔قرآن شریف کی بہت سی آیات (300 یا 500 یا کم وبیش) منسوخ ہیں اور واجب العمل نہیں۔
2۔ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ زندہ نبی ہیں قَدْمَاتَ عِیْسیٰ مطر قاو نبینا حیّ وانی شاھد	2۔حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام 2 ہزار سال سے زندہ ہیں۔
3۔ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب نبیوں سے بڑھ کر روحانی مردے زندہ کئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوئی مادی مردہ زندہ نہیں کیا۔	3۔حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مادی فوت شدہ زندہ نہیں کیا۔ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بہت سے مادی طور پر فوت شدہ زندہ کئے۔
4۔ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں ہزارہا انسان روحانی طور پر پرواز کرنے لگے۔	4۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بہت سے پرندے بنائے جو پرواز کرتے تھے۔
5۔ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے مسّ شیطان سے کلّیۃً پاک تھے۔	5۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے سوا کوئی بچہ مسّ شیطان سے پاک نہیں۔
6۔امّتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے جو مہدی آئے گا وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی فیض اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں آپؐ کی امّت میں سے ہوگا۔	6۔امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے اسرائیلی نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔
7۔ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور محبت میں فنا ہو کر امّت محمدیہ کے بزرگوں سے اللہ تعالیٰ محبت بھرا کلام کرتا ہے۔	7۔اللہ تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ کو اب مہر لگ چکی ہے۔
8۔قرآنی معارف ومطالب نئے سے نئے ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق نکلتے رہتے ہیں۔	8۔علمائے سلف کے بعد نئے قرآنی معارف کا سلسلہ اب بند ہے۔
9۔دین میں اکراہ نہیں۔طاقت اور تلوار کے بل پر کسی کو دین بدلنے پر مجبور کرنا درست نہیں۔	9۔دین کے لئے کسی کو مجبور کرنا جائز بلکہ ضروری ہے۔
10۔دجال سے مراد وہ قوم ہے جو تثلیث اور الوہیت یسوع کی تعلیم دیتی ہے اور اس کی تبلیغ کرتی ہے۔	10۔دجال ایک انسان ہے جسے بادل چلانے، بارش برسانے، مقتول کو زندہ کرنے اور زمین کے خزانوں پر حکومت کرنے کا اختیار ہوگا۔
11۔قرآن مجید کے بعد شریعت کا مآخذ سنت ہے جس سے یہ مراد ہے کہ وہ احکامات جو قرآن شریف میں دیئے گئے ہیں ان کی عملی شکل جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اختیار کی اور اپنے صحابہ کو سکھائی اور اس پر عمل کرایا۔احادیث کا مقام سنت کے بعد ہے۔	11۔سنت اور حدیث میں کوئی امتیاز نہیں۔
12۔انبیاء کرام معصوم ہیں۔	12۔انبیاء کرام کلّیۃً معصوم نہیں ہیں۔
13۔جنت دائمی ہے دوزخ عارضی ہے۔	13۔جنت کی طرح دوزخ بھی دائمی ہے۔
14۔کرشن، رام، کنفیوشس، زرتشت وغیرہ کی طرف حسب آیت اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نذیرٌ ماموروں مرسل تھے۔	14۔رام، کرشن وغیرہ مومن نہیں تھے۔

بقیہ رپورٹ: جلسہ سالانہ سیرالیون 2014ء

از صفحہ 20

Dr. Ernest Bai Koroma) 6 وزراء اور 2 نائب وزراء کے ساتھ جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ موصوف تین گھنٹے تک مسلسل جلسہ گاہ میں تشریف فرما رہے اور جلسہ کی کارروائی انہاک سے سنتے رہے اور جماعت کے ڈسپلن سے بہت متاثر ہوئے۔صدر مملکت سیرالیون، وزراء کے علاوہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے معزز احباب اور اعلیٰ شخصیات نے جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔

تمام مہمانوں نے جماعت کی تعلیمی اور طبی میدان میں خدمات کا کھل کر اعتراف کیا۔

صدر مملکت کی تقریر:

صدر مملکت سیرالیون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور امیر و مشنری انچارج مولانا سعید الرحمٰن صاحب اور احباب جماعت کو Bo شہر میں جلسہ سالانہ کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور اپنی تقریر میں کہا کہ وہ جلسہ سالانہ میں شامل ہو کر بہت خوش ہوئے ہیں اور جماعت کی ملک میں خدمات اور بھائی چارہ کو پروان چڑھانے کی کوششوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

صدر مملکت نے مزید کہا کہ جماعت احمدیہ نے اسلام کی خوبصورت تعلیم پر عمل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اسلام پرامن تعلیم و تربیت کا مذہب ہے اور کسی صورت میں بھی شدت پسندی اور دہشت گردی کی تعلیم نہیں دیتا۔

صدر مملکت نے جماعت کی علمی و طبی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ...... جماعت احمدیہ اس ملک میں اپنے ساتھ تعلیم لے کر آئی کیونکہ تعلیم ہی فرد اور پھر قوم کو ترقی عطا کرتی ہے۔...... میری گورنمنٹ اور مجھ سے پہلی گورنمنٹس میں وکلاء ڈاکٹرز اور مختلف اعلیٰ سرکاری دفاتر کے سربراہان کی ایک بڑی تعداد جماعت احمدیہ کے سکولوں سے تعلیم یافتہ ہے۔

جماعت احمدیہ کا ماٹو Love for all Hatred for None جس کا جماعت احمدیہ کئی سالوں سے صرف زبان سے دعویٰ ہی نہیں کر رہی بلکہ اس کی عملی تصویر بھی دکھا رہی ہے۔ یہ ماٹو کسی بھی قوم کی ترقی کیلئے ایک اہم کنجی ہے۔

جماعت احمدیہ نے مذہبی رواداری کے حوالے سے بھی عظیم الشان کام کیا ہے۔سب مذاہب میں اخوت اور بھائی چارہ قائم کر دیا ہے۔ مجھے پختہ یقین ہو گیا ہے کہ اسلام امن، بھائی چارہ اور ڈسپلن کا مذہب ہے۔آپ لوگوں نے وہ ماحول پیدا کر دیا ہے کہ مسلمان اور عیسائی اور دوسرے مذاہب کے تمام لوگ ایک جگہ پر اکٹھے ہیں۔

خیر سگالی کے پیغامات

مندرجہ ذیل افراد نے جلسہ پر خیر سگالی کے پیغامات دیئے۔سب نے جماعت کی عالمگیر کاوشوں کو باوجود مخالفت ہونے کے سراہا۔خاص طور پر اس بات کو کہ جماعت احمدیہ اسلام کی پُر امن تعلیمات کو دنیا پر واضح کر رہی ہے اور اسے احسن رنگ میں پھیلا بھی رہی ہے۔

☆......Mayor of Makeni City مسلم خاتون ہیں اور احمدیہ سکول کی سٹوڈنٹ رہی ہیں۔ چیئر مین آف نیشنل کونسل آف پیراماؤنٹ چیفس۔ نیشنل پریزیڈنٹ آف مسلم کانگرس۔ Spiritual Head Of Muslim Bashariya Jama'at Sheikh Umar S kanu۔ ڈاکٹر عثمان فوفانہ سیکرٹری جنرل انٹر ریلجس کونسل۔ Churches Council۔ سیرالیون پیپلز پارٹی کے سابق نیشنل چیئر مین Alhaji U N S Jah۔ منسٹر آف ریلجس افیئرز۔ امیر بشریہ مسلم جماعت۔ ٹرائیبل ہیڈ و دیگر

الیکٹرونکس اور پرنٹ میڈیا کوریج

جلسہ کے آغاز سے قبل ٹیلی ویژن اور اخبار کے ذریعہ لوگوں کو جلسہ کے بارے میں آگاہ کیا گیا۔جماعت کی طرف سے 3000 کی تعداد میں خوبصورت جلسہ پوسٹرز تیار کر کے تمام ملک میں نمایاں جگہوں پر چسپاں اور تقسیم کئے گئے۔

جلسہ کی کارروائی سیرالیون کے نیشنل SLBC TV نے نشر کی اور مختلف اوقات میں ریکارڈنگ بھی نشر ہوتی رہی۔احمدیہ مسلم ریڈیو پر جلسہ کے تینوں دن کے پروگرامز لائیو نشر کئے گئے۔احمدیہ مسلم ریڈیو کے علاوہ نیشنل ریڈیو SLBC، Tumac Radio, Kiss Radio 104 نے لائیو کوریج دی اور SLBC ریڈیو نے ملک میں مختلف شہروں میں اپنے چینلز پر جلسہ کے پروگرامز کی ریکارڈنگ نشر کی۔اس کے علاوہ ملک میں 11 ہر دلعزیز ریڈیو اسٹیشنز نے جلسہ کی خبر اور کارروائی نشر کی۔

جلسہ سے متعلق 13 اخبارات میں رپورٹس شائع ہوتی رہیں۔اکثر اخبارات نے فرنٹ پیج پر جلسہ سالانہ کی نیوز کو کوریج دی اور جلسہ سالانہ کے موقع پر صدر مملکت کی تقریر کو شائع کیا۔ان تمام اخبارات نے جماعت احمدیہ کی تعلیمی، طبی اور ملک و قوم کی ترقی میں اہم کردار ادا کرنے پر جماعت احمدیہ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ان خبروں کے ذریعہ لاکھوں افراد تک جماعت کا پیغام پہنچا۔

موبائل فونز پر Messages

سیرالیون میں موبائل فونز کی دو معروف Airtel, Africell کمپنیاں ہیں۔ان دونوں کمپنیز نے جلسہ سالانہ پر صدر مملکت کی تقریر میں سے ایک میسج اپنے تمام Customers کو بھیجا۔اس پیغام کا متن درج ذیل ہے۔

President Dr. Ernest Bai Koroma has called on the Ahmadiyya Mission to help sustain the worthy tradition of religious tolerance which Sierra Leone enjoys today.

بک سٹال

جلسہ کے موقع پر بک سٹال کا بھی اہتمام کیا گیا۔ جہاں جماعتی کتب کے علاوہ Peace Conferences, اور بعض دوسرے اہم مواقع کی ویڈیو CDS رکھی گئی تھیں۔

امسال جلسہ سالانہ کی کل حاضری 17,077 رہی۔ نیز 691 جماعتوں کی شمولیت ہوئی۔ 6,123 نومبائعین کی، 2,341 غیر از جماعت دوستوں کی شمولیت ہوئی اور 350 افراد بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے۔الحمدللہ۔

جلسہ سالانہ کی تیاری اور انتظامات میں جامعہ احمدیہ سیرالیون کے اساتذہ و طلباء مربیانِ کرام اور ایگزیکٹو کے ممبران نے بھرپور معاونت کی۔دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ سیرالیون کو خلافت کے زیر سایہ کامیابیوں سے نوازتا چلا جائے۔آمین

☆......☆......☆......☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذہبی رواداری

(مکرم محمد محمود طاہر صاحب مربی سلسلہ)

اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں اپنی صفت رَبّ العَالَمین بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو ان کے لئے رحمۃً للعالمین کے الفاظ استعمال فرمائے کہ یہ رسول تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ آفاقی اور عالمگیر پیغام بھی کل انسانیت کے لئے دیا گیا۔

عالمگیر رسول اور آفاقی پیغام:

قُلْ یَآ اَیُّھَا النَّا سُ اِنّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعاً (الاعراف:159) تو کہہ دے کہ اے انسانو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اس عالمگیر اور آفاقی پیغام میں ہی دراصل مذہبی رواداری کی بنیاد رکھ دی گئی تھی کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل دنیا کی ہدایت کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے اور کل عالم کے لئے رحمت بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے تمام مذاہب نے ،تمام اقوام نے اور ہر زمانہ نے فیض پانا تھا۔ اس کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء اور ان کو دی جانے والی تعلیمات زمانے اور اقوام کے ساتھ مخصوص تھیں گویا ان کا دائرہ عمل اپنے زمانے اور اپنی قوم تک محدود تھا۔ مذاہب کے تقابلی جائزہ کے لئے ایک دو مثالیں اس تناظر پیش کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

توراۃ میں اللہ تعالیٰ کی نوازشات اور عنایات کا خصوصی نزول صرف بنی اسرائیل پر ہونے کا بار بار بیان کیا گیا۔ چنانچہ لکھا ہے:

☆......بنی اسرائیل سے کہہ میں خدا وند تمہارا خدا ہوں۔ (احبار باب:18)

☆......کوئی عمونی یا موآبی خداوند کی جماعت میں داخل نہ ہو۔ دسویں پشت تک ان کی نسل میں کوئی خداوند کی جماعت میں کبھی آنے نہ پائے‘‘ (استثناء باب:23)

☆......تو اپنے بھائی کو سود پر قرض مت دینا......تو پردیسی کو سود پر قرض دے تو دے پر اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دینا۔‘‘ (استثناء باب:23)

یہ تو توراۃ کی تعلیم کی جھلک تھی۔ نئے عہد نامے یعنی انجیل میں بھی شرف انسانیت کے لئے صرف بنی اسرائیل کو ہی مخصوص کیا گیا۔ چنانچہ جب ایک کنعانی عورت نے یسوع مسیح کو کہا کہ میری بیٹی کی بدروح کو نکال دیں تو یسوع نے کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ مگر جب اس (عورت) نے آکر سجدہ کیا اور کہا اے خداوند میری مدد کر۔ اس نے جواب میں کہا لڑکوں (یعنی بنی اسرائیل) کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں۔ (متی باب:15)

اس مذہبی تعلیم کے تناظر میں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کا عالمگیر پیغام لے کر تمام دنیا کی بھلائی کے لئے تشریف لاتے ہیں اور تمام مذاہب کی حیثیت نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ ان کے بڑوں کے احترام ،ان کے عقائد وعبادات کی آزادی کی ضمانت دے کر مبعوث ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ہر قسم کے حسن واحسان، دنیاوی معاملات میں شراکت داری ،تمدنی معاملات میں معاونت کے اصول لیکر آتے ہیں۔

مذہبی آزادی:

اسلام کے پرامن اور آفاقی پیغام کے ساتھ یہ بنیادی تعلیم بھی دیتے ہیں کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن کہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہے یہ انسان اور خدا کا معاملہ ہے چنانچہ آپؐ کے ذریعہ کسی شخص کو جبری مسلمان نہیں بنایا گیا۔ اور یہ بات یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ دوران جنگ جب ایک صحابی نے اپنے مخالف پر قابو پالیا اور اس نے اس موقع پر کلمہ پڑھا تو صحابیؓ نے سمجھا کہ شاید خوف اور ڈر سے کلمہ پڑھتا ہے تو اس کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ کا علم جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تو آپؐ نے سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔ اس درجہ اظہار رائے اور اظہار مذہب کی آزادی کی کہ شدید خوف کے عالم میں بھی اگر کوئی اپنے مذہب کا اظہار کرتا ہے تو اس اظہار اور اقرار کو بھی تسلیم کرنا ضروری قرار دیا۔

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن کی ایک عملی تشریح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اُسوہ سے ہمیں اس طرح بھی ملتی ہے کہ جب یہودی قبیلہ بنونضیر کو ان کی بدعہدی کے نتیجہ میں مدینہ سے جلاوطن کیا گیا تو ان میں وہ لوگ بھی تھے جو انصار کی اولاد تھے۔ دراصل زمانہ جاہلیت میں جب کسی اَوْسِی یا خزرجی مشرک کے ہاں اولاد نرینہ نہ ہوتی تو وہ مَنت مانتا تھا کہ اگر میرے ہاں کوئی لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے یہودی بنا دوں گا۔ اسی طرح اوس اور خزرج قبیلہ کے کئی بچے یہودی بن گئے تھے۔ چنانچہ جلاوطنی کے وقت انصارِ مدینہ نے اپنے بچوں کو جو یہودی بن کر بنی نضیر کا حصہ ہو گئے تھے ان کو روک لینا چاہا تب رحمۃً لِلْعَالَمِین ،ہادی عالَم ، مذہبی آزادی کے علمبردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی تعلیم لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنُ کے تابع کہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہونا چاہئے ،انصار مدینہ کو ان بچوں کو روک لینے سے منع کر دیا کہ ایسا نہ کریں کیونکہ وہ اب یہودی ہو چکے تھے۔

یہ شاندار مثال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذہبی رواداری کی کہ ایک ایسی قوم یعنی یہود جو عہد پر عہد توڑ رہی تھی اور اب جب کہ ان کی بدعہدیوں کی وجہ سے انہیں مدینہ سے جلاوطن کیا جا رہا ہے اور انصار کے ان بچوں کو جو یہودی ہو گئے تھے انکو روک لینے سے آپؐ نے منع فرما دیا۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے میرے آقا و مولیٰ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۔ یہ تھی وہ آفاقی تعلیم جس سے متاثر ہو کر لوگ مشرف با اسلام ہوئے اور یہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا وہ جادو جس کی وجہ سے آپ کے جانی دشمن بھی آپ کے دامن محبت کے اسیر ہو گئے تھے۔

مذہبی راہنماؤں کا احترام:

مذہبی راہنماؤں کی تعظیم اور مذاہب کی مقدس ہستیوں کے احترام کے بغیر مذہبی رواداری کی تعلیم مکمل نہ ہوگی ۔ اس بنیادی اصول کی تعلیم ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لوگوں کو دی گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

وَلَا تَسُبُّوْا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ (الانعام:109) اور تم ان لوگوں کو گالیاں نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ورنہ وہ دشمنی کرتے ہوئے بغیر علم کے اللہ کو گالیاں دیں گے۔

اس آیت کریمہ میں عظیم الشان عدل اور مذہبی رواداری کی تعلیم دی گئی ہے کہ مخالفین کے جھوٹے معبودوں کو بھی برا بھلا نہیں کہنا کیونکہ جواباً وہ سچے خدا کو بھی گالیاں دیں گے۔

انبیاء کرام کے احترام کی تعلیم قرآن کریم نے ان الفاظ میں دی ہے کہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ (البقرہ:286) کہ ہم رسولوں کے درمیان فرق نہیں کرتے ، سب رسولوں کا یکساں احترام کرتے ہیں۔ یہ ہے وہ خوبصورت تعلیم دین اسلام کی جس نے مذہبی رواداری کی بنیاد ڈالی ہے اور اس کے ذریعہ فساد فی الارض کو روکا گیا ہے۔ اس خوبصورت تعلیم پر عملدرآمد کر کے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شاندار نمونے قائم کئے اور مذہبی آزادی و مذہبی رواداری کی روشن مثال قائم فرمائی ہے۔

مذہبی جذبات کی پاسداری:

بخاری کتاب التفسیر میں ایک روایت آتی ہے جو حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ایک مسلمان نے ایک یہودی کو تھپڑ دے مارا تو وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لے کر آیا۔ آپؐ نے اس مسلمان سے پوچھا کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ تو اس نے کہا کہ میں یہود کی مجلس سے گزرا تو میں نے ان سے یہ سنا کہ خدا کی قسم موسیٰ علیہ السلام کو تمام آدمیوں میں سے چن لیا گیا ہے یعنی وہ سب سے افضل ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اس پر مجھے غصہ آیا اور میں نے طمانچہ دے مارا۔ اس پر ہمارے آقا و مولیٰ ، خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال مذہبی رواداری کی تعلیم ان الفاظ میں دی۔ لَا تُخَیِّرُوْنِیْ مِنْ بَیْنَ الْاَنْبِیآءِ کہ مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت نہ دیا کرو۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الاعراف)

دوسری روایات میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں کہ تم مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دیا کرو بلکہ یونس بن متی پر بھی مجھے فضیلت نہ دیا کرو۔

قیام عدل اور احسان کی تعلیم:

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر تمام دنیا کے لئے بھیجا تھا لیکن آپ نے دوسروں کے مذہبی جذبات کا اس قدر پاس کیا اور مذہبی رواداری کی ایسی حسین مثال پیش کی کہ فرمایا مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت نہ دیا کرو۔ یہ ہے وہ اُسوۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جو یقیناً امن عالم کا ضامن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کے ساتھ بلاتمیز رنگ و نسل وعقیدہ عدل کرنے کی تعلیم دی ہے۔ عدل کے بغیر مذہبی رواداری پر عمل ہی نہیں ہوسکتا ۔ چنانچہ فرمایا: وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (المائدہ:9) اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف عدل ہی کی تعلیم نہیں دی بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگوں پر احسان کرنے کی بھی تعلیم بیان فرمائی۔ مسلمان ہو جانے والوں کے غیر مسلم عزیزوں خواہ وہ مشرک تھے یا یہودی یا نصرانی سب کے ساتھ آپ نے حسن سلوک اور احسان کی تلقین فرمائی اور مذہبی رواداری کا شاندار نمونہ پیش فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو ان کی غیر مسلم والدہ کے لئے حسن سلوک کی تلقین کرتے رہے چنانچہ وہ دعا ابو ہریرہؓ کی والدہ کے لئے ہدایت کا موجب بن گئی۔ اسی طرح حضرت اسماءؓ کی مشرک والدہ انہیں ملنے مدینہ آئیں تو اسماءؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا مجھے خدمت اور حسن سلوک کرنا ہے۔ فرمایا ہاں کیوں نہیں وہ تمہاری ماں ہے۔ اس کے ساتھ حسن سلوک کرو اور اس کی خدمت کرو۔

مسجد نبویؐ اور مذہبی رواداری:

یہ افسوس کی بات ہے کہ آج مذہبی آزادی کے علمبردار اور محسن انسانیتؐ کی طرف منسوب ہونے والی قوم اپنی خوبصورت تعلیم سے پیچھے ہٹ کر مختلف فرقوں میں بٹ گئی ہے۔ یہاں تک اللہ کے گھر بھی اکثر و بیشتر ان فرقوں سے ہی مخصوص ہو گئے ہیں۔ لیکن ہمارے ہادیؐ نے تو مسجد نبوی کی بنیاد ڈال کر اس کے دروازے اپنوں اور غیروں سب کے لئے وا کر رکھے تھے۔ چنانچہ نجران کے عیسائیوں کا وفد آتا ہے تو ان کے قیام کے لئے مسجد نبوی میں خیمے لگائے جاتے ہیں تا وہ مسلمانوں کی عبادت کو دیکھ کر نمونہ پکڑیں اور یہ تبلیغ کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔ بات یہاں تک ہی ختم نہیں ہوتی بلکہ جب دوران مباحثہ نجران کے عیسائیوں کی عبادت کا وقت آتا ہے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد نبوی میں مشرق کی طرف اپنے عقیدہ اور طریق کے مطابق عبادت کرنے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی۔

یہ سلوک تو اہل کتاب کے ساتھ ہے لیکن جب طائف سے بنی ثقیف کا وفد مدینہ آیا تو وہ مشرک تھے آپ نے ان کو بھی مسجد نبوی میں خیمہ زن کیا۔ اس پر صحابہ نے اعتراض کیا کہ مشرک تو پلید ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دل کی ناپاکی کی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ کر رہا ہے جسمانی ناپاکی یا پلیدی کی طرف نہیں۔ آنحضرتؐ نے عیسائیوں اور مشرکوں کو مسجد نبوی میں ٹھہرا کر عظیم الشان مذہبی رواداری کی مثال قائم فرمائی۔

یہود سے حسن سلوک:

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو یہاں انصار کے علاوہ یہود آباد تھے۔ آپ کا یہود کے ساتھ ایک معاہدہ طے پایا جو کہ تاریخ میں میثاق مدینہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اس تاریخی معاہدہ میں مذہبی آزادی کا حق تسلیم کیا گیا یعنی کہ ہر ایک کو اپنے عقیدہ اور طریق کے مطابق مذہبی آزادی ہوگی۔ آنحضورؐ یہود کے ساتھ کمال حسن و احسان اور رواداری کا سلوک فرماتے رہے۔ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تُفَضِّلُوْنِیْ عَلَی مُوْسٰی کہ تم مجھ کو موسیٰ پر فضیلت نہ دیا کرو ارشاد فرما کر ان کے مذہبی جذبات کی پاسداری کی وہاں معاشرتی ومعاشی تعلقات بھی ان کے ساتھ قائم رکھے۔

☆...... چنانچہ آپؐ نے ایک یہودی لڑکے کو اپنا ملازم رکھا اور جب وہ بیمار ہوا تو اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

☆......ایک یہودی کی دعوت بھی قبول فرمائی جس نے کھانے میں آپ کو جَو اور چربی پیش کی۔

☆...... یہود کے ساتھ آپؐ کا لین دین بھی جاری رہا یہاں تک کہ وفات کے وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے ہاں غلّہ کے عوض میں رہن کے طور پر رکھی ہوئی تھی۔

ایک موقع پر جبکہ ایک یہودی کے جنازہ کا گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم احتراماً کھڑے ہوگئے۔ عرض کیا گیا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہودی میں جان نہیں ہوتی۔ یہ ہے شرف انسانیت جو آپ نے بلاتمیز مذہب وملت قائم کیا اور یہ باور کروایا کہ اختلاف عقیدہ کی بنا پر اس کے شرف و احترام میں کمی نہیں

آنی چاہئے۔

نصاریٰ سے مذہبی رواداری:

عیسائی قوم کے ساتھ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال روا داری کا مظاہرہ فرمایا۔ نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا تو مسجدی نبوی میں نہ صرف ٹھہرایا بلکہ مسجد نبوی میں ان کو ان کے طریق کے مطابق عبادت کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ پھر نجران کے عیسائیوں کے ساتھ معاہدہ طے پا گیا تو اس میں مذہبی آزادی دی گئی تھی کہ وہ اسلامی حکومت کو جزیہ ادا کریں گے اس کے بدلہ میں مسلمان ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کریں گے۔

(ابوداؤد کتاب الخراج باب 30)

اسی طرح عیسائی قبیلہ بنی تغلب کے ساتھ بھی معاہدہ طے پایا اور اس میں مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی۔

(ابوداؤد کتاب الخراج باب 43)

جنگوں کے اصول بیان کرتے ہوئے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہبی رواداری کا نمونہ قائم فرمایا اور دوران جنگ عیسائی گرجاؤں پر حملے یا گرانے کی ممانعت فرمائی۔

مشرکین سے حسن سلوک:

مشرکین کے ساتھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال درجہ کی رواداری کا سلوک فرمایا۔جنگوں کے دوران مشرکین کے بچوں کو قتل کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔مکہ میں قحط پڑتا ہے اور ہلاکتوں تک نوبت آجاتی ہے۔ مکہ سے سردار قریش ابوسفیان آپؐ کے پاس مدینہ حاضر ہوتا ہے اور دعا کا خواستگار ہوا کہ اپنی قوم کی حالت پر رحم کھائیں اور ان کے لئے دعا کریں۔ چنانچہ آپؐ کا دل پسیج جاتا ہے اور اپنے دشمنوں اور مشرک قوم کے لئے قحط سالی کے ختم ہونے کے لئے دعا کرتے ہیں اور آپؐ کی دعا کے نتیجہ میں قحط سالی کا خاتمہ ہوتا ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے اپنے جانی دشمنوں اور صحابہ کے قاتلوں کو **لاتثریب علیکم الیوم انتم الطلقاء** کہہ کر سب کو معاف کر کے آزاد کردیا اور دشمن اسلام عکرمہ کو اس کی بیوی کے کہنے پر حالت شرک پر رہتے ہوئے بھی معاف کردیا۔ یہ مذہبی رواداری کی کس قدر عظیم مثال ہے۔

دراصل یہی وہ محمدیؐ جادو تھا جس نے عرب وحشیوں کو انسان اور پھر با اخلاق اور پھر باخدا انسان بنا دیا نتیجۃً وہ اخلاق محمدیؐ کے سحر میں مبتلا ہو کر آپؐ کے دامن محبت میں گرفتار ہو گئے اور آپؐ کے جانی دشمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار بن گئے۔

ہماری ذمہ داریاں:

امن کے شہزادے ، مذہبی آزادی کے علمبردار اور رحمۃً للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حسین تعلیم اور خوبصورت نمونہ کی چند جھلکیاں آپ نے ملاحظہ کیں۔آپؐ کی پاک سیرت پر شیطان صفت لوگ ناپاک حملے کرنے کی جسارت کرتے رہتے ہیں تا دنیا آپؐ کی محبت کے جادو سے متاثر ہو کر آپ کی گرویدہ نہ ہو جائے۔ یہ ناپاک حملے شروع سے ہوتے آئے اور اب بھی فضا کو اس قسم کے ہتھکنڈوں نے مکدر کر رکھا ہے۔ ایسے حالات میں ہم احمدیوں کے کیا فرائض ہیں؟ ہم نے کیا ردّ عمل دکھانا ہے؟ ایک فرض تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور غلام کامل امام الزماں مہدی دوران حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے لئے مقرر کر گئے ہیں جس کو ہمیشہ ہم نے پیش نظر رکھنا ہے آپ اپنے فارسی منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔ ؎

در رہ عشق محمدؐ ایں سر و جانم رود
ایں تمنا، ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

ترجمہ: کہ عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں یہ سر اور میری جان چلی جائے۔ یہی تمنا ہے، یہی دعا ہے اور یہی میرے دل میں پختہ عزم ہے۔

یہ ماٹو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام دے گئے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو ہمیں عشق ہے وہ تقاضا کرتا ہے کہ آپؐ کی ذات پر ہونے والے ہر حملہ کا ہم دفاع کریں۔ ایسے حالات موجودہ دور میں وقتاً فوقتاً پیدا کئے گئے اور شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخانہ ہرزہ سرائی کی جارہی ہے۔آج سے تقریباً دو دہائی قبل شاتم رسول سلمان رشدی کی مذموم کتاب کی وجہ سے بھی اس قسم کے حالات پیدا ہوئے تھے اس موقع پر ہمیں ہمارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے تلقین کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

’’ہمیشہ کے لئے جماعت احمدیہ ایسی کوششوں میں وقف ہو جائے جس کے نتیجے میں دشمن کے ہر ناپاک حملے کو ناکام بنایا جائے……اس لئے احمدیت کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سینے تان کے کھڑی ہو جائے۔ جس طرح حضرت طلحہؓ نے کیا تھا کہ جو تیر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر برسائے جارہے تھے، اپنے ہاتھ پر لئے اور ہمیشہ کے لئے وہ ہاتھ بے کار ہو گیا۔ اسی طرح اپنا سینہ سامنے تان کر کھڑا ہو جائے۔ تمام تیر جو ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلائے جارہے ہیں اپنے سینوں پر لیں۔ یہ اسلام ہے۔ یہ اسلام کی محبت ہے۔ اس طرح اسلام کا دفاع ہونا چاہئے…… ہر میدان جنگ میں جہاں اسلام کا دفاع ضروری ہے، ہر اس سرحد پر جہاں اسلام پر حملے ہو رہے ہیں ہمیشہ احمدی صف اوّل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے دفاع میں سینہ تانے کھڑے رہیں اور کسی شیطان کو یہ طاقت نہ ہو کہ کسی نام پر بھی وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس پاک مذہب پر حملے کر سکے‘‘۔

(خطبہ جمعہ 24 ؍فروری 1989ء۔خطبات طاہر جلد ہشتم صفحہ: 130-132)

ایک فریضہ تو یہ ہے کہ ہم ایسی کوششیں کریں جن کے نتیجہ میں دشمن کے ہر ناپاک حملے کو ناکام بنایا جائے اور ایک فریضہ وہ ہے جس کا حکم ہمیں اللہ تعالیٰ نے دیا کہ اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی پر دورد بھیجتے ہیں پس اے مومنو تم بھی نبی پر درود و سلام بھیجو۔ ایسے حالات میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ناپاک حملوں کی جسارت ہو رہی ہے۔ اس حکم کی بجاآوری ہمارے لئے دو چند ہو جاتی ہے۔ اس طرف ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز متعدد بار ہمیں توجہ دلا چکے ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا:۔

’’پس جہاں ایسے وقت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی مچا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپؐ پر دورد بھیجتے ہوں گے، بھیج رہے ہوں گے، بھیج رہے ہیں۔ ہمارا بھی کام ہے جنہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق اور امام الزمان کے سلسلے اور اس کی جماعت سے منسلک کیا ہوا ہے کہ اپنی دعاؤں کو درود میں ڈھال دیں اور فضا میں اتنا درود صدق دل کے ساتھ بکھیریں کہ فضا کا ہر ذرہ درود سے مہک اٹھے۔ اور ہماری تمام دعائیں اس درود کے وسیلے سے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں۔ یہ ہے اس پیار اور محبت کا اظہار جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہونا چاہئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آل سے ہونا چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 24 ؍فروری 2006ء خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 115)

احمدیہ مسجد بیت المسرور ٹنگینی (TANGINI)
ممباسہ ریجن کینیا کا افتتاح

بشارت احمد ملک، مبلغ سلسلہ، ممباسہ کینیا

محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے جماعتِ احمدیہ کو عبادتِ الٰہی اور اشاعتِ اسلام کی غرض کو پورا کرنے کے لئے کینیا کے ریجن ممباسہ کی ایک جماعت ٹنگینی (Tangini) میں ایک خوبصورت پختہ مسجد برلبِ سڑک تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

اِس مسجد کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت المسرور عطا فرمایا ہے۔ مسجد بیت المسرور کی افتتاحی تقریب مورخہ 9 ؍فروری 2014ء بروز اتوار کو منعقد ہوئی۔ اِس بابرکت تقریب کی کامیابی کے لئے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں دعائیہ خط لکھا گیا تھا۔ اِس پروگرام میں قریبی جماعتوں کے احمدی احباب ، غیر از جماعت دوست، مذہبی لیڈرز اور گورنمنٹ آفیسرز کو مدعو کیا گیا۔

مکرم و محترم طارق محمود ظفر صاحب امیر و مشنری انچارج کینیا اِس مسجد کی افتتاحی تقریب کے لئے بطورِ خاص (Nairobi) نیروبی سے تین رُکنی وفد کے ساتھ تشریف لائے۔

تقریب کا آغاز صبح دس بجے ہوا۔ سب سے پہلے مکرم امیر صاحب اور دیگر احباب نے مسجد میں داخل ہو کر

دعا کی۔ بعد ازاں مسجد کے احاطے میں دو پودے لگائے گئے جو بالترتیب مکرم امیر صاحب اور علاقے کے چیف نے لگائے۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم اور قصیدہ سے ہوا۔ جس کے بعد مکرم صدر صاحب ٹنگینی (TANGINI) نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں مسجد کی تعمیر کی رپورٹ پیش کی گئی۔ اِس کے بعد مکرم محمد مواکر پچوا صاحب نے نماز اور اُس کے آداب پر تقریر کی۔ اُن کے بعد ہمارے پُرانے بزرگ مکرم عثمان گوکریا صاحب نے اپنے احمدی ہونے کے حالات بیان کرتے ہوئے احبابِ جماعت کو خلافت سے پختہ تعلق قائم کرنے اور مالی قربانی کی طرف خاص توجہ دلائی۔ بعد ازاں مکرم عبداللہ حسین جمعہ صاحب نے جماعتِ احمدیہ کے عقائد کو اجمالاً بیان کیا۔ پھر علاقے کے چیف نے تقریر کی جس میں امیر صاحب کو اپنے علاقے میں خوش آمدید کہا اور کہا کہ ہم احمدیوں کو جانتے ہیں وہ ایک پُر امن جماعت ہے اللہ اِس مسجد کو ہمارے اندر مزید پیار و محبت بڑھانے کا ذریعہ بنائے۔ آخر میں مکرم امیر صاحب نے خطاب کیا جس میں آپ نے احبابِ جماعت اور دیگر مہمانوں کا اِس تقریب میں شمولیت پر شکریہ ادا کیا اور مسجد کی اہمیت کو قرآن و حدیث سے بیان کرتے ہوئے ایک احمدی کو اُس کے فرائض کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ مسجد نور پھیلانے کا ذریعہ ہوتی ہے آپ اِس نور کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ نماز باجماعت ادا کرنے اور اللہ تعالیٰ کی پیاری کتاب قرآن کریم کو سیکھنے اور پھر سیکھانے کی بھرپور سعی کریں۔ دعا کے ساتھ اِس بابرکت تقریب کا اختتام ہوا۔ ایک بجے نماز ظہر و عصر باجماعت ادا کی گئیں جس کے بعد احباب کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

اِس پروگرام میں آٹھ جماعتوں کے 162 احمدی احباب اور 37 غیر از جماعت دوست شامل ہوئے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس مسجد کو اسلام احمدیت کے نور کو حقیقی طور پر پھیلانے کا ذریعہ بنائے اور زیادہ سے زیادہ لوگ اِس سے روحانی مائدہ حاصل کرنے والے ہوں۔

اے میرے مولیٰ! تو خود ہی اِس مسجد کو نیک، پاک اور سعید فطرت لوگوں سے بھر دے۔ آمین

☆……☆……☆

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر123)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

غُل مچاتے ہیں کہ یہ کافر ہے اور دجّال ہے
پاک کو ناپاک سمجھے ہو گئے مُردار خوار
گو وہ کافر کہہ کے ہم سے دور تر ہیں جا پڑے
اُن کے غم میں ہم تو پھر بھی ہیں حزین و دلفِگار
ہم نے یہ مانا کہ ان کے دِل ہیں پتھر ہو گئے
پھر بھی پتھر سے نکل سکتی دینداری کی نار

(درِّثمین شائع کردہ نظارت نشرواشاعت قادیان صفحہ 180)

....

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ جنوری اور فروری 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔

....

مذہبی آزادی کی پامالی

بھیرہ؛ ضلع سرگودھا: یہاں کے ملاّں اور مقامی انتظامیہ نے احمدیوں پر کچھ پابندیاں عائد کر رکھی ہیں جو کہ غیر قانونی ہونے کے ساتھ ساتھ احمدیوں کی مذہبی آزادی کے سراسر منافی ہیں۔

بھیرہ احمدیوں کے لئے ایک تاریخی حیثیت رکھنے والا شہر ہے۔ احمدیوں کے پہلے خلیفہ حضرت الحاج حکیم مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی شہر سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا آبائی گھر اور مسجد اب تک یہاں موجود ہے۔ یہ دونوں عمارتیں کافی پرانی ہو چکی ہیں۔ احمدیوں نے جب ان عمارتوں کی مرمت وغیرہ کروانے کا سوچا تو ملاّں حسبِ عادت بغیر کسی وجہ کے لوکل انتظامیہ کے پاس ایک خوامخواہ کے احتجاج کا علَم اٹھائے ہوئے پہنچ گیا۔

پولیس نے اس احتجاج اور ملاّں کے مطالبات کے جواب میں ایک چار رکنی کمیٹی تشکیل دی جس کے تین ممبران سخت مخالفینِ احمدیت شمار کیے جاتے ہیں۔ ان میں جامع مسجد بھیرہ کا امام، لوکل امیر جماعت اسلامی اور مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کا ایک ملاّں شامل تھے۔ انہوں نے احمدیوں کی ملکیتی عمارتوں پر مرمّت کے منصوبہ پر جب غور کیا تو انہیں کوئی بھی قابلِ اعتراض امر نہ مل سکا۔ چنانچہ ان کی رپورٹ میں کوئی منفی سفارش پیش نہ کی گئی۔

اس پر سرگودھا سے بعض ختمِ نبوّت کی تنظیم کے ملاّں بھیرہ آئے اور انہوں نے اس معاملے کو لے کر نئے سرے سے احتجاج کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس تاریخی مسجد کے مینار گرائے جائیں، اس کا محراب بند کیا جائے اور جو احمدی اس کی مرمّت کے کام میں شام ہیں انہیں زیرِ حراست لیا جائے۔ اس وجہ سے علاقہ میں کشیدگی کی صورتِ حال پیدا ہوگئی۔

مذکورہ بالا کمیٹی کو گویا بہانا چاہیے تھا، انہوں نے فوری اپنی رپورٹ پر نظرِ ثانی کرتے ہوئے درج ذیل سفارشات پیش کر دیں:

1۔ اس مسجد کے اندرونی محراب کو بند کر دیا جائے۔

2۔ اس کی دیوار کو پانچ فٹ سے زیادہ بلند کرنے کی اجازت نہ دی جائے وغیرہ۔

اگرچہ یہ سفارشات ملکی قانون کے مطابق احمدیوں کے بنیادی حقوق اور ان حالات میں مسجد کے لیے کیے جانے والے حفاظتی اقدامات کے سراسر خلاف تھیں لیکن انتظامیہ نے ملکی قانون کی پاسداری کی بجائے مذہبی تعصب کی آگ میں اندھے ملاّں کے دباؤ میں آتے ہوئے ان غیر منصفانہ سفارشات کو مان لیا اور ان پر عمل درآمد کروانے کی اجازت دے دی۔

لیہ میں مخالفت

ضلع لیہ میں کچھ عرصہ قبل چار بچوں پر گستاخیِ رسول کا جھوٹا مقدمہ قائم کر دیا گیا تھا۔ اسی ضلع سے دو رپورٹس موصول ہوئی ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

چک نمبر 455 ٹی ڈی اے؛ مؤرخہ 4 جنوری 2014ء: محترم نسیم بھٹی یہاں کی مقامی جماعت کے صدر ہیں اور مال مویشی رکھتے ہیں۔ ان کے مویشیوں کی خوراک میں کسی نے زہر ملا دیا جس سے ان کی تین قیمتی گائیں ہلاک جبکہ دیگر مویشی بیمار ہو گئے۔ اس وجہ سے نسیم صاحب کو کافی مالی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔

ایک اور واقعہ میں چار مسلح شرپسند محترم عطاء القدوس صاحب کے گھر رات ایک بجے کود پڑے اور انہیں حراساں کرنے لگے۔ قدوس صاحب مقامی جماعت میں دو اہم ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں۔ ان شرپسندوں کی دہشت سے قدوس صاحب کے بچے پریشان ہو گئے اور انہوں نے رونا شروع کر دیا جس پر یہ بدبخت گھبرا کر راہِ فرار اختیار کر گئے۔ اس واقعہ میں قدوس صاحب زخمی ہو گئے۔

پولیس کو ان دونوں واقعات کی رپورٹ درج کرائی گئی ہے جبکہ پولیس کا خیال ہے کہ اینٹی احمدیہ شرپسند عناصر کا ہاتھ ان واقعات کے پیچھے ہو سکتا ہے۔

احمدی لیڈی ٹیچرز کی مخالفت

کنجروڑ ضلع نارووال؛ جنوری 2014ء: مسز صباحت رشید صاحبہ اور مسز مصباح رشید صاحبہ گورنمنٹ پرائمری سکول سہاری میں پڑھانے والی دو احمدی ٹیچرز ہیں۔ سکول کے ایک طالبعلم نے غیر متوقع طور پر ان سے یہ سوال کیا کہ 'کیا آپ کو سلام کرنے کی اجازت نہیں ہے؟' تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اسی سکول کے ایک غیر احمدی استاد عابد نے اس بچے کو یہ سوال پوچھنے کا کہا تھا۔ احمدی اساتذہ نے ہیڈ مسٹرس کو اس بات کی شکایت کی۔ ہیڈ مسٹرس کے اس شرپسند ٹیچر کو بلانے اور اس سے وضاحت طلب کرنے پر اس نے اس بات سے سراسر لاعلمی کا اظہار کر دیا۔

بعد ازاں اسی شخص نے یہ سارا واقعہ ایک مقامی ملاّں کو بتایا اور اسے احمدی ٹیچرز کے خلاف اکسایا۔ ملاّں جس کا کام اپنے علاقہ میں بسنے والے لوگوں کی تربیت کرنا، اسلام کی تبلیغ کرنا اور اسلام کی پاکیزہ اور بابرکت تعلیم کو دنیا میں عام کرنا ہے اپنے فرائضِ منصبی کو پسِ بشت ڈالتے ہوئے احمدیوں کے خلاف بات کرنے میں زیادہ جوش دکھاتا اور فخر محسوس کرتا نظر آتا ہے کیونکہ ان کے خلاف لوگوں کے جذبات کو ابھارنا آسان اور ملاّں کے لئے سستی شہرت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

ملاّں نے ان ٹیچرز کے خلاف ایک شرانگیز تحریک کا آغاز کرتے ہوئے مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے اعلان کیا کہ یہ دونوں ٹیچرز واجب القتل ہیں! اس انگیخت پر گاؤں کے لوگوں نے ایک جلوس نکالا اور یہ لوگ ان دونوں ٹیچرز کے خلاف 'واجب القتل' اور 'گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم' ہونے کے نعرے لگاتے رہے۔ اس پر مقامی جماعت نے لوکل ایم این اے سے رابطہ کیا۔ اس نے اپنا کردار ادا کرتے ہوئے پہلی فرصت میں دو احمدی اور دو غیر از جماعت ٹیچرز کو اس سکول سے تبدیل کر دیا اور معاملہ کو مزید تحقیق کے لیے ڈی سی او آفس میں بھجوا دیا۔ ان اقدامات کے بعد سرِ دست اس گاؤں میں امن عامہ کے حالات بہتر ہیں۔

'ختمِ نبوت' اور لوکل گورنمنٹ کے الیکشن

لاہور: کچھ ہفتہ پہلے تک سپریم کورٹ آف پاکستان کے حکم کے تحت لوکل یونین کونسلز کی سطح پر فوری طور پر انتخابات کروانے کا سنا جا رہا تھا۔ لیکن جب ملاّں کو اس بات کا معلوم ہوا کہ صوبہ پنجاب میں انتخابات میں حصہ لینے والے امیدواران کے لیے تیار کیے جانے والے درخواست فارم پر مذہب کا خانہ موجود نہیں اور نہ ہی ان سے 'ختمِ نبوّت' کے 'رائج الوقت' اقرار نامہ پر دستخط لیے جاتے ہیں۔ اس بات کو بنیاد بناتے ہوئے ملاّں نے احتجاج کا سلسلہ شروع کیا اور جماعتِ اسلامی اور جمعیت علمائے اسلام (ف) نے اسے ایک بڑا ایشو بنا دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے اردو پریس نے بھی اس معاملہ کو پوری پوری کوریج دیتے ہوئے اس میں اپنا کردار ادا کیا۔ اس پر پنجاب حکومت کی انتظامیہ نے ایک فوری نوٹس جاری کیا جس میں ریٹرننگ آفیسرز کو یہ ہدایت دی گئی تھی کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ ان انتخابات میں شامل ہونے والے 'مسلمان' امیدوار ختمِ نبوّت کے اقرار نامہ پر دستخط کریں۔

اب ان شرائط کے ساتھ مذکورہ بالا درخواست فارم تیار کر لیے گئے ہیں اور ان میں غیر مشروط طور پر ملاّں کا من پسند نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت سے تعلق رکھنے والا اقرار نامہ شامل کر لیا گیا ہے۔

لاہور میں سیکیورٹی کے حالات

لاہور: بعض مصدقہ اطلاعات اور شواہد کے مطابق لاہور میں موجود احمدیہ مساجد، نماز سنٹرز و دیگر جگہوں کو دہشت گردوں کی جانب سے شدید خطرہ ہے۔ ان جگہوں کے اردگرد مشکوک افراد ریکی کرتے ہوئے پائے گئے جن کی بابت پولیس کو خبر کر دی گئی۔

انتظامیہ نے اس بات کو کھلے عام تسلیم کیا ہے کہ لاہور دہشت گردوں کے نشانہ میں ہے۔ احمدیوں کے مراکز ان کے ہدف میں شامل ہیں اور دہشت گردوں کو ان مراکز پر حملہ کرنے کی ہدایات جاری کی جا چکی ہیں۔ دہشت گردوں نے اپنی کمین گاہیں متعین کر رکھی ہیں۔ کچھ دہشت گردوں کو پولیس نے زیرِ حراست لے کر ایسی کمین گاہوں سے آتشیں اسلحہ وغیرہ قبضے میں لے لیا۔

ان اطلاعات کے بعد تو گویا احمدیہ مساجد و مراکز میں ریڈ الرٹ کی سی صورتِ حال ہے اور احمدیہ مساجد و مراکز کے ساتھ ساتھ احمدی انفرادی طور پر بھی اپنی اور اپنی املاک کی حفاظت کے لیے اقدامات کرنے پر مجبور نظر آتے ہیں۔

اسی قسم کی صورتِ حال کراچی کے بعض علاقوں میں بسنے والے احمدیوں کو بھی درپیش ہے۔

ملتان میں فرقہ واریت

ملتان؛ جنوری، فروری 2014ء: ان دو مہینوں کے دوران ملتان سے احمدیوں کے خلاف فرقہ وارانہ شدّت پسندی کے بعض واقعات کی رپورٹ موصول ہوئی ہیں جن میں سے صرف تین ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

1۔ اھلِ حدیث کے مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے ملاّں نے یہ وطیرہ بنا رکھا ہے کہ یہ لوگ اپنی اپنی مساجد میں ہر جمعہ کے خطبہ کے دوران وہ لوگ دس سے پندرہ منٹ جماعتِ احمدیہ کے خلاف مغلظات بکنے کے لیے وقف کرتے ہیں تا کہ عوام کے جذبات کو احمدیوں کے خلاف ابھارا جا سکے۔ یہی کام دیوبندیوں کی طرف سے بھی بڑی باقاعدگی کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شہر کے مختلف حصوں میں کوئی دس سے پندرہ مقامات پر لوگ پبلک کو احمدیوں کے خلاف اکسانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔ دریں حالات ملتان میں بسنے والے احمدی اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔

2۔ ملتان میں قائم احمدیہ مساجد دہشت گردوں کا ممکنہ ہدف ہونے کی وجہ سے پولیس کی جانب سے ریڈ الرٹ ایریا قرار دی جا چکی ہیں۔ اس کے باوجود پولیس ملتان میں احمدیوں کے لیے حفاظتی اقدامات کرنے کے لیے کچھ خاص متحرک نہیں دکھائی دیتی۔ یہاں کی مقامی جماعت کے بعض عہدیداران کو براہِ راست دھمکیاں موصول ہوتی ہیں جس کی وجہ سے انہیں جماعتِ احمدیہ کی انتظامیہ کی طرف سے خصوصی احتیاط کرنے کی ہدایات جاری کی گئی ہیں۔

3۔ بعض شقی القلب اور فتنہ پرداز لوگوں نے قرآن کریم کے بعض اوراق پھاڑ کر انہیں نمازِ فجر کے بعد مسجد احمدیہ گلگشت کالونی کے سامنے پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں پر موجود ایک مبلغِ سلسلہ کو اس بات کا معلوم ہو گیا جس پر انہوں نے فوری کارروائی کرتے ہوئے ان شہید شدہ قرآنی اوراق کو محفوظ کر لیا۔ افسوس اس بات پر ہے کہ دشمن احمدیوں کو نقصان پہنچانے کی خاطر اللہ تعالیٰ کی اس پاک اور مقدّس کتاب کی بے حرمتی سے بھی باز نہیں آیا!

لاہور سے موصول ہونے والی بعض رپورٹس

2010ء میں احمدیہ مساجد پر ہونے والے دو ہولناک حملوں کے بعد سے لاہور میں احمدیوں کی مخالفت کی لہر میں شدّت دیکھنے میں آئی ہے۔ ان حملوں میں 86/احمدیوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ حال ہی میں ہونے والے بعض واقعات جو کہ اب ایک معمول کی حیثیت رکھتے ہیں ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

پی اے ایف کالونی: یہاں محترم شفیق اعظم صاحب رہتے ہیں۔ یہاں کے چوکیدار نے انہیں بتایا کہ دو مشکوک آدمی شفیق صاحب کے بارے میں معلومات لیتے پائے گئے اور وہ انہیں 'گستاخِ رسولؐ' کہہ رہے تھے۔ انہوں نے چادریں لے رکھیں تھیں جن کے نیچے انہوں نے بندوقیں چھپا رکھی تھیں۔

جنوبی چھاؤنی: ذیشان بشیر صاحب یہاں کی مقامی مجلس خدام الاحمدیہ کے مقامی قائد ہیں۔ ان کے ہمسائے میں ایک ملاّں رہتا ہے۔ ایک روز جب ذیشان صاحب دفتر جانے کے لیے گھر سے نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ ملاّں اپنے گھر کے پاس کھڑا کسی چیز کا انتظار کر رہا ہے۔ کسی ممکنہ خطرے کو بھانپتے ہوئے ذیشان صاحب گھر واپس لوٹ آئے۔

کچھ دیر کے بعد جب وہ دوبارہ گھر سے دفتر جانے کے لیے نکلے تو وہ ملاّں وہاں موجود نہ تھا۔ جبکہ تھوڑی ہی دور جانے کے بعد انہیں اندازہ ہوا کہ وہ ملاّں موٹر سائیکل پر ان کا پیچھا کر رہا ہے۔ چنانچہ ذیشان صاحب دفتر جانے کی بجائے مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے اپنے گھر واپس لوٹ آئے۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ملاّں اور اس کے ہمنواؤں نے ذیشان صاحب کو نقصان پہنچانے کا کوئی نہ کوئی منصوبہ بنا رکھا ہے!

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم محمود احمد شاد صاحب شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 31؍اگست 2010ء میں مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب کا ایک تفصیلی مضمون شامل اشاعت ہے جو آپ نے اپنے برادر نسبتی محترم محمود احمد شاد صاحب مربی سلسلہ (شہید) کی سیرت وسوانح کے حوالہ سے تحریر کیا ہے۔

28 مئی 2010ء کو مسجد بیت النور لاہور پر خطبہ جمعہ کے دوران دہشت گردوں نے حملہ کیا تو محترم محمود احمد شاد صاحب نے دوستوں کو دعائیں کرنے اور درود شریف پڑھنے کی تلقین کی اور خود بھی ذکر الٰہی میں مصروف ہوگئے۔ اس سفّاکانہ حملے کے نتیجہ میں آپ سمیت 26 احمدیوں نے شہادت پائی۔

مکرم محمود احمد شاد صاحب کے والد کا نام مکرم غلام احمد صاحب تھا جن کا تعلق بھلوال کے ایک گاؤں سے تھا۔ نہایت ہی مخلص، نیک اور عبادت گزار بزرگ تھے۔ جماعتی رسائل و کتب کا مطالعہ آپ کا شوق تھا۔ آپ مختلف جگہوں پر نائب تحصیلدار متعین رہے۔ آپ کے گھر میں جب چھ بیٹیاں پیدا ہوئیں تو آپ نے دل میں عہد کیا کہ اگر بیٹا پیدا ہوا تو اسے اللہ کی راہ میں وقف کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں اور نیک عہد کو شرف قبولیت بخشا۔ جب آپ بغرض ملازمت عیسیٰ خیل میں مقیم تھے تو 31 مئی 1962ء کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے سے نوازا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ فیملی لے کر ربوہ آ گئے۔

مکرم محمود احمد شاد صاحب نے میٹرک ربوہ سے 1979ء میں پاس کیا تو آپ کے والد محترم نے آپ سے کہا کہ مَیں نے تمہاری پیدائش سے بھی پہلے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اسے دین کی خاطر وقف کردوں گا۔ الحمدللہ اب تم اس قابل ہوگئے ہو کہ مَیں تم سے تمہاری مرضی دریافت کروں اور میں چاہتا ہوں کہ تم جامعہ احمدیہ میں داخلہ لو۔ سعادت مند بیٹے نے اپنے والد محترم کی یہ نیک آرزو سن کر اسی وقت جامعہ میں داخلہ لینے کا ارادہ ظاہر کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1986ء میں مبلغ سلسلہ بن گئے۔

آپ چھ بہنوں کے اکیلے بھائی تھے۔ سب بہنوں کے ساتھ بہت احترام، محبت اور دلجوئی سے پیش آتے تھے۔ بلکہ ہر شخص کو ہی بہت اپنائیت اور مسکراتے چہرے سے ملتے تھے۔ نرم مزاج اور نرم گفتگو تھے۔ خوش الحان تھے۔ کئی اہم اجلاسات میں تلاوت قرآن کریم کی سعادت پائی۔ دعاؤں پر بہت زور دیتے تھے۔

ابھی جامعہ میں زیر تعلیم تھے کہ آپ کی والدہ صاحبہ پر فالج کا شدید حملہ ہوا اور ڈاکٹروں نے بتایا کہ اب وہ جسم کے بائیں حصے کو حرکت نہیں دے سکیں گی۔ آپ کو اس بات پر بہت دکھ ہوا اور آپ نے تمام گھر والوں کے ساتھ لمبی اجتماعی دعا کی اور اس دوران اللہ تعالیٰ کے حضور خوب آہ و زاری کی۔ ڈاکٹری دوا بھی جاری تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند ہی ماہ میں والدہ صاحبہ کی حالت بہت بہتر ہوگئی اور کچھ عرصہ بعد وہ چارپائی سے اٹھ کر چھڑی کے سہارے صحن میں چلنے پھرنے کے قابل ہوگئیں۔

جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک آپ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ میں متعین رہے۔ پھر خوشاب شہر میں تقرّر ہوا۔ اپنے فرائض ہمیشہ بڑے اخلاص اور محنت سے انجام دیئے۔ 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ قادیان تشریف لائے تو آپ بھی جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہوئے۔ 2009ء میں بھی جلسہ سالانہ قادیان میں شریک ہوئے۔ واپسی پر لاہور میں آپ نے خواب دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ قادیان میں مسجد اقصیٰ کے صحن میں تشریف فرما ہیں۔ آپ حضرت اقدسؑ کے پاس جاکر کہتے ہیں کہ حضور! میرے والدین آپؑ پر قربان! آپؑ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سلام۔ میرے والدین کی طرف سے سلام۔ میرے بیوی بچوں اور میرے بہن بھائیوں کی طرف سے سلام۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کو گلے لگالیا اور پیار کیا۔

آپ کے ننھیال اور ددھیال کے تقریباً سبھی رشتہ دار غیراحمدی تھے لیکن آپ کے والد محترم کی تربیت کے نتیجہ میں آپ کے گھرانہ کے اُن سب کے ساتھ بہت عمدہ تعلقات ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے غم اور خوشی میں برابر شریک ہوتے ہیں۔ چنانچہ سانحہ لاہور کے المناک موقع پر بھی یہ سارے رشتہ دار ربوہ آئے اور شہید مرحوم کی تدفین میں شامل ہوئے۔

1995ء میں آپ کو بطور مربی سلسلہ تنزانیہ بھجوا گیا۔ وہاں سے آپ نے ایک مفصل دردمندانہ تبلیغی خط اپنے غیراز جماعت رشتہ داروں کو لکھا جو اُن کے ساتھ آپ کی سچی بھلائی اور غمخواری کا ثبوت تھا۔

آپ کو تنزانیہ میں مشکل اور مخالف حالات میں بھی سلسلہ عالیہ کی خدمت کی خوب توفیق ملی۔ 1999ء میں ایک مخالف عرب عالم نے پولیس کو جھوٹی شکایت کردی کہ آپ نے مربی ہاؤس میں کچھ غیرقانونی باشندوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ چنانچہ پولیس نے مربی ہاؤس پر چھاپا مارا۔ وہاں سے کچھ برآمد نہ ہوا لیکن پھر بھی پولیس آپ کو تھانے لے گئی۔ وہاں پر موجود پولیس افسر کو آپ نے جماعت کے حوالے سے اپنا تعارف کرایا تو پولیس افسر نے معذرت کرتے ہوئے آپ کو گھر جانے کی اجازت دیدی اور اس شر سے خیر کا پہلو یوں نکل آیا کہ پولیس کے ساتھ اچھے مراسم قائم ہوگئے۔

تنزانیہ سے 2004ء کے جلسہ سالانہ لندن میں آپ بطور نمائندہ شامل ہوئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل ہونے پر آپ نے اسی مخالف عرب عالم کی بابت عرض کیا کہ وہ ضد اور مخالفت میں ہمارے مشن کے عین سامنے اپنا مرکز بنا رہا ہے۔ حضور انور نے آپ کو تسلی دی کہ ایسے مخالفین انشاء اللہ سلسلہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ جب آپ واپس تنزانیہ پہنچے تو کچھ ہی عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ چونکہ ملکی قوانین کے مطابق سڑک کے دونوں اطراف میں 20 میٹر کی جگہ چھوڑ کر کوئی تعمیر کھڑی کی جاسکتی ہے اس لئے مجاز افسران نے مخالف عالم کے بنائے ہوئے مرکز کو خلاف قانون قرار دیتے ہوئے اسے گرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ بالآخر اس مخالف عرب کی مختلف منفی سرگرمیوں کی وجہ سے حکومت نے اسے ملک بدر کردیا۔

تنزانیہ میں ایک دفعہ کسی دورے پر جانے کی تیاری کے دوران آپ کی اہلیہ کو ملیریا بخار ہوگیا جو افریقی ممالک میں کافی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ انہوں نے آپ سے اظہار کیا کہ دورہ پر نہ جائیں تو آپ نے توکل علی اللہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا کہ مَیں اللہ کی خاطر کام پر جارہا ہوں اور تمہیں بھی اللہ کے حوالے کئے جارہا ہوں۔

تنزانیہ سے واپسی کے بعد آپ راولپنڈی شہر میں متعین ہوئے۔ فروری 2010ء میں آپ کا تبادلہ ماڈل ٹاؤن لاہور ہوگیا۔ یہاں آئے ہوئے تقریباً 3 ماہ کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ مخالفین کی طرف سے دھمکیوں کے فون آنے لگے۔ جس دن دھمکی کی پہلی کال آئی آپ ایک شادی میں شرکت کی غرض سے گھر سے دُور تھے۔ اسی کال سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کچھ لوگ آپ کا پیچھا کررہے ہیں۔ اس اطلاع کے بعد خدام آپ کو اپنے ساتھ بحفاظت گھر لے آئے۔ آپ نے گھر آکر اپنی اہلیہ اور چھوٹے بیٹے (بڑا بیٹا بغرض ڈاکٹری تعلیم چین میں مقیم تھا) کو کہا کہ دیکھو کیسی عظیم الشان جماعت ہے، ان خدام کے ساتھ ہمارا کوئی خاندانی رشتہ نہیں سوائے ایمانی رشتہ کے لیکن یہ کیسی محبت سے ہماری حفاظت کیلئے مستعد رہتے ہیں۔ پھر رقّت کے ساتھ کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے اگر اللہ نے جماعت کی خاطر میری قربانی لینی ہے تو مَیں حاضر ہوں لیکن میری اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھنا۔

آپ اپنی چھ بہنوں کے اکیلے بھائی تھے۔ بھائی کو دھمکیوں کے پیغام آنے کے بعد بہنوں کو اپنے بھائی کے متعلق بہت فکر تھی۔ اس لئے وہ جب بھی اپنے بھائی کو فون کرکے اپنی تشویش اور خواہش کا اظہار کرتیں کہ آپ رخصت لے کر چند دنوں کے لئے ربوہ آجائیں تو جرأت وایثار کا یہ پیکر اُن کو جواب دیتا ہے کہ کیا اس سے پہلے احمدیوں نے دین کی خاطر قربانیاں نہیں دیں؟ ہم نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ اگر قربانی کی ضرورت پڑی تو مَیں حاضر ہوں، میدان چھوڑ کر کیوں آجاؤں؟ اور جب کبھی ان کی اہلیہ بہت پریشان ہوکر رو پڑتیں تو انہیں تسلی دیتے کہ اللہ تعالیٰ شہداء کے پسماندگان کو ضائع نہیں کرتا اور خود ان کی حفاظت اور کفالت فرماتا ہے۔ گویا مخالفین اور معاندین کی کوئی دھونس دھمکی آپ کے پائے ثبات اور احمدیت کے ساتھ وابستگی اور شیفتگی میں لغزش نہ پیدا کرسکی۔

آپ کی شہادت سے کوئی ایک ماہ پہلے کی بات ہے کہ ایک غیراز جماعت نوجوان کچھ سوالات لے کر آپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے پہلے بھی کئی احمدی حضرات کے ساتھ رابطہ کیا ہے لیکن میرے دل کو تسلی نہیں ہوئی۔ پھر آپ نے دو تین مجلسوں میں اس دوست کو جوابات دینے پر کئی گھنٹے صرف کئے اور اس دلسوزی سے ان کے ساتھ گفتگو کی کہ کئی دفعہ حضرت مسیح موعود کے الہامات اور اشعار پڑھتے بے اختیار اشکبار ہوجاتے۔ وہ دوست اس دلی تڑپ سے اس قدر متأثر ہوئے کہ پورے شرح صدر کے ساتھ کہنے لگے کہ جو شخص اس وابستگی اور وارفتگی اور گریہ کے ساتھ مجھے سمجھا رہا ہے اور میری تسلی کرا رہا ہے اُس کا تعلق کسی جھوٹے گروہ سے نہیں ہوسکتا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان صاحب کو حق پہچاننے کی توفیق ملی۔

شہادت سے ایک رات قبل یعنی 27 اور 28 مئی کی درمیانی شب کو MTA پر خلافت جوبلی (27 مئی 2008ء) کے موقع پر حضور انور کا خطاب ایک بار پھر دکھایا جارہا تھا۔ آپ اپنی اہلیہ اور بیٹے کے ساتھ وہ خطاب سن رہے تھے۔ پھر اونچی آواز میں عہد بھی دہرایا۔ آپ کا ارادہ تھا کہ اگلے روز مسجد بیت النور میں خطبہ دینے کے بعد سب احباب کے ساتھ یہ عہد بھی دہرائیں۔ مگر اللہ کو یہی منظور تھا کہ خطبے کے دوران ہی آپ راہ مولیٰ میں شہید ہوگئے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9 ستمبر 2010ء میں مکرم مظفر احمد درّانی صاحب مربی سلسلہ اپنے مضمون میں محترم محمود احمد شاد صاحب شہید کا ذکرخیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ شہید مرحوم جامعہ احمدیہ میں خاکسار کے کلاس فیلو تھے۔ آپ کا شمار ذہین طلباء میں ہوتا تھا۔ شروع سے ہی بڑے ہنس مکھ، خوش مزاج اور ہر دلعزیز تھے۔ ہمارا آپس میں دوستی ہی نہیں اخوت کا رشتہ تھا بلکہ دوست احباب ہمیں قریبی رشتہ دار سمجھا کرتے تھے اور یہ تعلق آخر وقت تک قائم رہا۔ مگر یہ سب کچھ آپ کی ہی اعلیٰ صفات کی وجہ سے تھا۔

محترم شاد صاحب کے والدین نے دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے ربوہ میں آ ڈیرے ڈالے تھے۔ آپ نے بچپن میں مدرسۃ الحفظ میں کچھ پارے حفظ بھی کئے تھے۔ جامعہ سے فارغ التحصیل ہوتے ہی 1986ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے شرف ملاقات کی سعادت پائی۔ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ سے عملی خدمت کا آغاز کیا۔ منڈی بہاؤالدین اور کھاریاں میں بھی متعین رہے۔ کھاریاں کی ایک مخلص خاتون کا ذکر کرتے ہوئے آپ بتایا کرتے تھے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا خطبہ جمعہ بذریعہ سیٹلائٹ آنا شروع ہوا تو کھاریاں کے صاحبِ حیثیت احبابِ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20؍اگست 2010ء میں مکرم محمود احمد شاد صاحب شہید مربی سلسلہ کی یاد میں مکرم ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

یہ خون کے چھینٹے تری معصوم جبیں پر
رُخسار پہ بہتے ہوئے خون کے دھارے
ہونٹوں سے چھلکتا ہوا اندازِ تبسم
عارض پہ بکھرتے ہوئے چاند ستارے
اس عہد پہ جو دستِ مسیحا پہ کیا تھا
قائم رہا، آنچ نہ آنے دی وفا پر
تا عمر نبھایا اسے سینے سے لگا کر
کیوں ناز فرشتے نہ کریں ایسی ادا پر
تو مر کے بھی زندہ رہا، زندۂ جاوید
چرچا تیرا اب حلقہ یاراں میں رہے گا
وہ تُو نے جلایا جسے اپنے لہو سے
فانوس یہ اب بزم نگاراں میں رہے گا

جماعت کی لِسٹ بنائی گئی۔ رابطوں کے آغاز میں ہی جماعتی وفد ایک بیوہ کے گھر پہنچا۔ خاتون نے پوچھا کہ ڈِش انٹینا اور رسِیور کی کل کتنی قیمت ہے۔ بتایا گیا کہ تقریباً آٹھ ہزار روپے۔ تو اس خاتون نے ساری رقم خود ہی ادا کردی۔

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ جب خاکسار کا تقرر 1999ء میں تنزانیہ ہوا تو اُس وقت محترم شاد صاحب تنزانیہ میں تعینات تھے۔ بڑے ہی شوق اور لگن سے دعوت الی اللہ کیا کرتے تھے۔ نئی نئی جگہوں پر رابطے کر کے وڈیو اور آڈیو کیسٹس کے ذریعہ اور مجالس لگا کر تبلیغی کیمپس لگایا کرتے تھے۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے کئی نئی جماعتیں بھی عطا کیں۔ چنانچہ آپ کی باثمر کاوشوں کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو جلسہ سالانہ انگلستان 2000ء میں تنزانیہ جماعت کی طرف سے بطور نمائندہ شرکت کی منظوری عطا فرمائی۔ جلسہ سالانہ کے ایک لوکل سیشن میں آپ کو تلاوتِ قرآن کریم کرنے کی بھی سعادت ملی۔ نیز اس موقعہ پر انٹرنیشنل تبلیغی سیمینار میں آپ نے اپنے تبلیغی تجربات سے بھی نمائندگان کو آگاہ کیا۔

آپ Iringa میں تعینات تھے کہ آپ کی کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے مقامی علماء نے عرب ریاستوں کی طرف سے مذہبی امداد دینے والے اداروں سے متعدد سہولیات کا مطالبہ کرنا شروع کیا تاکہ وہ احمدیہ نفوذ کو روک سکیں۔ لیکن جب مقامی علماء سے پوچھا گیا کہ تمام سہولیات کے باوجود بھی اُن کے کام کا کوئی نتیجہ کیوں نہیں نکل رہا تو اُن کا جواب تھا کہ اُن کے پاس ایک چیز کی کمی ہے یعنی ایک پاکستانی مبلغ کی کمی ہے۔

محترم محمود شاد صاحب کو کئی نئی جماعتوں کے قیام کے بعد وہاں پر مساجد کی تعمیر کی توفیق بھی ملی جن میں سے ایک تنزانیہ سے زیمبیا جانے والی شاہراہ پر واقع جماعت Kinengebasi کی مسجد اور مربی ہاؤس بھی ہے۔ نہایت خوبصورت علاقہ میں تیزی سے تعمیر کی جانے والی اس مسجد کا بہت اچھا اثر پڑا۔ ایک دن ایک ٹرک ڈرائیور وہاں رُکا اور مسجد کی تیز تعمیر پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے دو ہزار شلنگ بطور مسجد فنڈ ادا کئے۔ اور بتایا کہ گزشتہ ہفتے وہ یہاں سے گزرا تھا تو مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جا رہا تھا اور آج چھت بھی ڈالی جا چکی ہے، اس بات نے مجھے یہاں رُکنے، نماز ادا کرنے اور تعمیر میں حصہ لینے پر مجبور کیا ہے۔

محترم شاد صاحب اپنے حلقہ کی جماعتوں اور دیہات کے بکثرت دورے کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ شام کو واپس اپنے سنٹر اریںگا آ رہے تھے کہ رستے میں آپ کو ایک نومبائع فیملی کے ممبران ملے جن کے ہمراہ حالتِ زچگی میں ایک خاتون تھیں، جنہیں وہ لوگ ہاتھ سے دھکیلنے والی ریڑھی پر ڈال کر سڑک تک پہنچے تھے کہ کوئی سواری ملے تو اسے ہسپتال پہنچائیں۔ اس علاقہ میں ٹرانسپورٹ کی سخت کمی تھی۔ چنانچہ آپ انہیں اپنی گاڑی میں شہر کے ہسپتال لے آئے۔ دو دن بعد زچہ بچہ کو چھوڑنے ان کے گاؤں چلے گئے۔ یہ دیکھ کر مقامی لوگوں نے احمدیہ مربی زندہ باد کے نعرے لگائے اور علی الاعلان اس بات کا اظہار کیا کہ آج تک کوئی غیر ملکی اس گاؤں میں نہیں آیا یہ صرف احمدی مربی ہی ہے جو نہ صرف ہمارے پاس پہنچا بلکہ انتہائی ضرورت کے وقت ہماری مدد بھی کی۔

آپ اپنے اہل خانہ سے بہت حسن سلوک کرنے والے تھے۔ ان کی کوشش ہوتی کہ جہاں خود جائیں بچوں کو بھی ان مقامات کی زیارت سے محروم نہ رکھیں۔ چنانچہ جب آپ کو بطور جماعتی نمائندہ جلسہ سالانہ انگلستان میں شرکت کی دعوت دی گئی تو آپ نے اپنے خرچ پر اپنی فیملی کو بھی ساتھ لے لیا۔ اور جرمنی کے جلسہ سالانہ میں بھی شرکت کی توفیق پائی اور دونوں ملکوں کے اہم مقامات کی سیر بھی کروائی۔ قادیان کی زیارت کے وقت بھی فیملی کو ساتھ لے کر جاتے رہے۔

دین کے لئے آپ غیرت اور جرأت و بہادری رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ فارسی شعر اکثر دورانِ گفتگو سنایا کرتے تھے۔

من نہ آنستم کہ روزِ جنگ بینی پُشتِ من
آن منم کاندرمیانِ خاک وخوں بینی سرے

یعنی میں وہ نہیں ہوں کہ جنگ کے دن تُو میری پُشت کو دیکھے۔ میں تو وہ ہوں کہ جس کا سر تُو خاک وخون میں غلطاں دیکھے گا۔

....

مجلس انصار اللہ UK کے رسالہ ’’انصار الدین‘‘ مئی جون 2011ء میں محترم ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر صاحب کے قلم سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں محترم محمود احمد شاد صاحب کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔

محترم محمود احمد شاد صاحب کے بارہ میں تیار کی گئی ڈاکومنٹری میں اُن کا چھوٹا بیٹا عزیزم نوید احمد بھرائی ہوئی آواز میں بیان کر رہا تھا کہ جب دہشتگرد گولیوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے مسجد کے بالکل قریب پہنچ گئے تو آپ نے احباب سے کہا کہ وہ لیٹ جائیں مگر خود کھڑے رہے اور کسی خوف کا مظاہرہ نہیں کیا۔ دعائیں کرتے رہے اور دعاؤں کی تلقین کرتے رہے کہ اسی اثناء میں خود دہشت گرد کی گولیوں کا نشانہ بنے اور نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کر گئے۔

شاد صاحب مرحوم سے میرا تعلق بچپن سے تھا۔ کچھ عرصہ حافظ کلاس میں اکٹھے رہے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے اکٹھے میٹرک پاس کیا۔ ہم ایک کلاس اور ایک ہی سیکشن میں تھے۔ مَیں نے اُنہیں بہت قریب سے دیکھا ہے وہ بہت ذہین اور زبردست حسِ مزاح رکھنے والے تھے۔ بہت حاضر جواب تھے۔ محفل کو گل وگلزار بنا دینے کا فن اُنہیں خوب آتا تھا۔ اپنی قابلیت کی بدولت بہت جلد سٹیج کی رونق بن گئے۔ سکول کی اسمبلی میں ترانہ پڑھا کرتے تھے۔ کلاس میں بھی ہردلعزیز تھے۔ اطفال الاحمدیہ کے اجلاسوں میں ان کی شرکت اور ہر مقابلے کے بعد ڈھیروں انعامات وصول کرنا اچھی طرح یاد ہے۔ خاص طور پر تلاوت میں وہ ہمیشہ اوّل انعام حاصل کرتے۔ اپنے اُستاد محترم قاری محمد عاشق صاحب کی طرز میں تلاوت کرتے تھے اس وجہ سے اُنہیں یہ اعزاز بھی حاصل رہا کہ متعدد مرتبہ خلفائے احمدیت کی موجودگی میں تلاوت کرنے کا موقع ملا۔ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بیرون ممالک کے دورہ سے واپس تشریف لائے تو اطفال الاحمدیہ ربوہ کی نمائندگی میں حضورِ انور کو پھولوں کا گلدستہ پیش کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ نظمیں بھی بہت اچھی پڑھتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی مشہور نظم ’’دُشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو‘‘ ان کی پسندیدہ نظموں میں سے تھی۔ شاعر احمدیت محترم ثاقب زیروی صاحب کی شہرہ آفاق نظم ’’فرصت ہے کسے جو سوچ سکے پس منظر ان افسانوں کا‘‘ بالکل ثاقب صاحب کے انداز اور لَے میں پڑھا کرتے تھے کہ سماں بندھ جاتا تھا۔ جماعت کے بزرگوں سے بے انتہا محبت رکھتے تھے اور اُن سے ملنا باعث برکت خیال کرتے۔ یہ سب کچھ آپ نے اپنے والد محترم سے ورثہ میں پایا تھا۔ آپ کے والد چوہدری غلام احمد صاحب ایک سچے اور جانثار خادمِ احمدیت تھے۔ انتقالِ اراضی کے محکمہ سے اُن کا تعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اپنی زمینوں کے معاملات پر اُن سے رائے لیا کرتے تھے۔ اس طرح محترم شاد صاحب کا بچپن ہی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے قریبی تعلق تھا۔ آپ کے والد اکثر انہیں ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ بچپن میں شاد صاحب کا قد بہت چھوٹا تھا۔ حضور انور نے اُنہیں ازراہ شفقت کوہاٹ بھجوایا تاکہ آب وہوا اور پانی کی تبدیلی سے ان کا قد بڑھ جائے۔ اگرچہ ان کے جسمانی قد میں تو زیادہ اضافہ نہ ہوا مگر عشق وفدائیت کے جذبے نے ان کے روحانی قد کو بلند کرتے کرتے شہادت جیسے بلند مقام پر فائز کردیا۔ شاد صاحب اپنی چھ بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے ان کے والد محترم نے اپنے اکلوتے فرزند کو خدا کی راہ میں وقف کردیا اور اس سعادتمند بیٹے نے اپنے باپ کی خواہش کی ہمیشہ لاج رکھی۔ انہیں اپنے والد محترم سے بڑی محبت تھی۔ اکثر اس بات کا تذکرہ کرتے تھے کہ آپ پر ہونے والے افضال و انعامات کے پیچھے آپ کے والد کی دلگداز دعائیں ہیں جو ہر مشکل گھڑی میں بھی ایک ڈھال کی طرح اُن کے آگے کھڑی ہوتی ہیں۔

خلافت سے ایک عشق کا تعلق تھا۔ جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے لندن جانے کی منظوری آئی تو اپنی اہلیہ اور بچوں کو بھی ساتھ لے گئے اور اس کے لئے قرض بھی لینا گوارہ کرلیا۔ مَیں نے پوچھا کہ آپ کیوں اپنے اوپر اتنا بوجھ ڈالتے ہیں بعد میں اس کی ادائیگی آپ کے لئے مشکل ہوجائے گی۔ کہنے لگے معلوم نہیں پھر کبھی جلسہ پر جانا نصیب ہو، مَیں چاہتا ہوں میری اولاد خلیفۂ وقت سے مل لے تاکہ ان کے اندر بھی خلافت سے عشق ومحبت پروان چڑھے۔

شاد صاحب مرحوم بہت سادہ طبیعت کے مالک تھے، نمود ونمائش نام کو نہ تھی لباس بھی سادہ مگر اچھا اور صاف ستھرا ہوتا تھا۔ تبلیغ کا جنون تھا۔ ارنگا کے علاقہ میں اُنہوں نے تبلیغ کا حق ادا کردیا، اس علاقے میں عربوں کا بڑا اثر ہے اس وجہ سے اُنہیں مخالفت کا بھی بہت سامنا کرنا پڑا مگر کسی خوف کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اُنہوں نے اپنی تبلیغی مہمات کی وڈیو بھی بنائی تھیں جو ایک قابلِ قدر اور ایمان افروز اثاثہ ہے اور نئے مبلغین کے لئے بڑی راہنمائی کا موجب بن سکتی ہیں۔

موروگورو میں جب اُن کی تبدیلی ہوئی تو اُنہوں نے آتے ہی 23 مارچ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی عظیم تصنیف ’’الہام، عقل اور سچائی‘‘ پر ایک بڑے سیمینار کا انعقاد کروایا جس میں اُس وقت کے ریجنل کمشنر نے بھی شرکت کی۔

افرادِ جماعت سے بڑا قریبی اور محبت کا تعلق تھا۔ ہر کسی سے مسکرا کر ملنا ان کی خاص بات تھی۔ دراصل وہ ایک صاف دل انسان تھے۔ تنزانیہ میں گیارہ سال سے زائد عرصہ تک خدمات سرانجام دیں، اس دوران جہاں بڑی کامیابیاں بھی حاصل کیں تو وہاں کئی نشیب و فراز سے بھی گزرے۔ دعا پر بڑا یقین تھا اور ہر ابتلا میں اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے سرخرو رہے۔

ارنگا میں شاد صاحب مرحوم کا مخالف علماء کے ساتھ ایک بڑا مناظرہ تین روز تک جاری رہا۔ آخری روز نام نہاد علماء نے بدتہذیب لڑکوں کے ذریعہ مخالفانہ نعرہ بازی کروائی اور مناظرے میں جماعت کی فتح کے اثر کو زائل کرنے کی کوشش کی۔ محترم شاد صاحب مرحوم نے آخر پر بڑا اجلالی خطاب کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے متعدد حوالہ جات پیش کرنے کے بعد پر شوکت آواز میں کہا کہ ’’اے ارنگا کی سرزمین تو گواہ رہ کہ میں نے مسیح موعودؑ کا پیغام تجھ تک پہنچا کر اپنا فرض پورا کردیا ہے‘‘۔

MTA کی اس ڈاکومنٹری میں اُن کی اہلیہ محترمہ نے بیان کیا کہ اُنہوں نے اپنے خاوند کی دعاؤں کے ذریعہ مدد کی۔ یہاں میں ایک واقعہ لکھتا ہوں۔ ایک موقع پر شاد صاحب مرحوم پر بڑا ابتلاء آگیا اور جس بات پر اُن کے خلاف تحقیقات ہوئیں مَیں قطعی طور پر جانتا ہوں کہ وہ بالکل غلط طور پر اُن سے منسوب کی گئی تھی لیکن الزام بہت بڑا تھا۔ وہ بے حد پریشان تھے۔ موروگورو میں ہم ہمسایہ میں تھے۔ ایک روز رات کو میری آنکھ کھلی اور مجھے کسی کے رونے کی آواز آئی۔ غالباً صبح کے چار بجے کا وقت تھا۔ میں اُٹھا اور سننے کی کوشش کی۔ حلفاً لکھتا ہوں کہ شاد صاحب مرحوم کی اہلیہ اس قدر گریہ وزاری سے دعا کر رہی تھیں جیسے بکرے کو ذبح کیا جا رہا ہو۔ وہ تڑپ تڑپ کر اپنے خاوند کے لئے دعا کر رہی تھیں کہ میرا دل دہل گیا۔ مَیں قریباً پندرہ منٹ تک سنتا رہا۔ مزید ہمت نہ تھی واپس اپنے بستر پر آکر لیٹ گیا اور سوچتا رہا کہ اس بیوی نے اپنے خاوند سے وفاداری کا حق ادا کردیا ہے۔ MTA سے اُن کی زبانی سُنا تو یہ دلخراش واقعہ یاد آگیا۔

شاد صاحب بڑے زندہ دل انسان تھے۔ محفل میں چھا جاتے تھے نہ صرف یہ کہ مزاح پیدا کرتے تھے بلکہ اپنے اُوپر ہونے والا بڑے سے بڑا مذاق بھی خندہ پیشانی سے برداشت کرتے۔ بڑے بڑے ابتلاؤں کے دنوں میں بھی وہ مسکراتے ہوئے ملتے اور کسی کو گمان نہ ہوتا کہ وہ کس اذیت میں سے گزر رہے ہیں۔

محترم محمود شاد صاحب مرحوم بے حد عجز و انکسار کے مالک تھے۔ بڑے عالم تھے۔ فقہی مسائل اور جماعتی لٹریچر پر اُنہیں عبور حاصل تھا۔ تاریخ احمدیت پر بھی دسترس تھی۔ ان کی تقریر میں بڑی روانی اور تسلسل ہوتا تھا مگر لکھنے کی طرف اُنہیں توجہ نہیں تھی۔ تنزانیہ میں گیارہ سال رہنے کی وجہ سے سواحیلی زبان پر بھی بڑا عبور تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 15 اکتوبر 2010ء میں مکرم عبدالجلیل عباد صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

دل و جاں جنہوں نے خداوند پہ وارے
بہت یاد آئے وہ پیارے ہمارے

شہادت کو اپنے گلے سے لگائے
چلے جب بہادر تو لب مسکرائے
ہماری جو آنکھوں سے پھوٹے ہیں دھارے
بہت یاد آئے وہ پیارے ہمارے

بہت گہرے گھاؤ دل و جاں پہ کھا کر
دلاسا دلائے وہ گھر گھر میں جا کر
و اس کی محبت کے دیکھے نظارے
بہت یاد آئے وہ پیارے ہمارے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
May 9, 2014 – May 15, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday May 9, 2014

00:05 World News
00:25 Tilawat & Dars-ul-Hadith
00:55 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
01:15 Huzoor's Tour To West Africa: Documenting Huzoor's tour to West Africa including Huzoor's first three days in Ghana.
02:00 Japanese Service
03:00 Tarjamatul Quran Class: Recorded on April 29, 1997.
04:10 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 105.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
06:55 Huzoor's Tour Of West Africa: Documenting Huzoor's visit to TI Ahmadiyya School in Ghana on March 14, 2004.
07:50 Siraiki Service
08:20 Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
10:00 Indonesian Service
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:35 Dars-e-Hadith
12:00 Live Friday Sermon
13:15 Seerat-un-Nabi
13:55 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
14:05 Yassarnal Quran
14:30 Shottor Shondhane
15:40 Islami Mahino Ka Ta'aruf: A series of programmes about the Islamic calendar.
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Huzoor's Tour Of West Africa [R]
19:25 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
20:30 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda

Saturday May 10, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:10 Huzoor's Tour Of West Africa
02:10 Friday Sermon: Recorded on May 9, 2014.
03:15 Rah-e-Huda
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 106.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00 Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 3, 2012.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time
08:45 Question And Answer Session: Recorded on May 20, 1995.
10:05 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Recorded on May 9, 2014.
12:20 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Kuch Yadain Kuch Batain
16:00 Live Rah-E-Huda
17:35 Al-Tarteel
18:05 World News
18:25 Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30 Faith Matters
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-e-Huda
22:35 Story Time
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday May 11, 2014

00:10 World News
00:30 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00 Al-Tarteel
01:30 Jalsa Salana Germany Address
02:30 Story Time
02:55 Friday Sermon: Recorded on May 9, 2014.
04:05 Kuch Yadain Kuch Batain
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 107
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40 Yassarnal Quran
07:00 Huzoor's Mulaqat With Students: Recorded on October 7, 2013 in Sydney, Australia.
08:00 Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
09:00 Question And Answer Session: Recorded on November 5, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on May 10, 2013.
12:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40 Yassarnal Quran
13:00 Friday Sermon: Recorded on May 9, 2014.
14:05 Shotter Shondhane
15:10 Huzoor's Mulaqat With Students [R]
16:20 Ashab-e-Ahmad
17:00 Kids Time: A children's program teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Huzoor's Mulaqat With Students [R]
19:30 LIVE Beacon Of Truth
20:40 Roots To Branches
21:10 The Development Of Mosques
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Question And Answer Session [R]

Monday May 12, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:10 Huzoor's Mulaqat With Students
02:05 Roots to Branches
02:30 Friday Sermon: Recorded on May 9, 2014.
03:45 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 108.
06:00 Tilawat & Dars
06:30 Al-Tarteel
07:00 Huzoor's Tour Of West Africa: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa including Huzoor's visit to the Ahmadiyya cemetery, recorded in 2004.
08:05 International Jama'at News
08:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on March 30, 1998.
10:05 Friday Sermon: Indonesian translation Friday sermon delivered on February 21, 2014.
11:05 Muslim Scientist
11:20 Jalsa Salana Qadian Speeches
12:05 Tilawat & Dars
12:35 Al-Tarteel
13:05 Friday Sermon: Recorded on August 1, 2008.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Jalsa Salana Qadian Speeches
15:40 Muslim Scientist
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel
18:05 World News
18:25 Huzoor's Tour Of West Africa [R]
19:30 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
20:30 Rah-e-Huda
22:05 Friday Sermon [R]
23:00 Jalsa Salana Qadian Speeches
23:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood

Tuesday May 13, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars
00:55 Al-Tarteel
01:25 Huzoor's Tour Of West Africa
02:30 Kids Time
03:05 Friday Sermon: Recorded on August 1, 2008.
04:00 Muslim Scientist
04:20 Quiz Khilafat Jubilee
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 109.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Quran
07:00 Huzoor's Mulaqat With Students: Recorded on October 7, 2013 in Sydney, Australia.
08:00 Aao Kahani Sunain
08:30 Australian Service
09:00 Question And Answer Session: Recorded on November 5, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on May 9, 2014.
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Yassarnal Quran
13:00 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Spanish Service
15:35 Maidane Amal Ki Kahani
16:30 Guftugu
17:05 Aao Kahani Sunain
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Huzoor's Mulaqat With Students [R]
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on May 9, 2014.
20:30 Australian Service
21:00 From Democracy To Extremism: A series of studio discussions, examining the violation of the fundamental rights of the Ahmadiyya Muslim Community in Pakistan in 1974.
22:00 Aao Kahani Sunain
22:20 Guftugu
23:00 Question And Answer Session [R]

Wednesday May 14, 2014

00:00 World News
00:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:05 Noor-e-Mustafwi
01:20 Huzoor's Mulaqat With Students
02:30 Maidane Amal Ki Kahani
03:00 Australian Service
03:30 Guftugu
04:30 Aao Kahani Sunain
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 110.
06:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:15 Al-Tarteel: 06:45 Jalsa Salana UK Address: Recorded on September 9, 2012.
08:10 Real Talk
09:10 Question And Answer Session: Recorded on May 20, 1995.
10:30 Indonesian Service
11:30 Swahili Service
12:30 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:45 Al-Tarteel
13:15 Friday Sermon: Recorded on August 1, 2008.
14:10 Bangla Shomprochar
15:15 Deeni-O-Fiqahi Masail
15:45 Kids Time
16:30 Faith Matters
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana UK Address [R]
19:45 Real Talk
20:50 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:20 Kids Time
22:00 Friday Sermon [R]
22:55 Intikhab-e-Sukhan
23:30 Waqt Tha Waqtey Masiha

Thursday May 15, 2014

00:20 World News
00:35 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:50 Al-Tarteel
01:20 Jalsa Salana UK Address
02:45 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:15 Waqt Tha Waqtey Masiha
04:00 Faith Matters
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 111.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Quran
07:00 MTA Conference 2014: Recorded on April 13, 2014.
07:25 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
07:55 Beacon Of Truth
09:00 Tarjamatul Quran Class: Recorded on April 30, 1997.
10:20 Indonesian Service
11:25 Pushto Muzakarah
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Yassarnal Quran
12:55 Beacon Of Truth
14:00 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on May 9, 2014.
15:05 Hijrat
15:40 Maseer-E-Shahindgan
16:10 Tarjamatul Quran Class [R]
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:25 MTA Conference 2014 [R]
18:50 Hijrat
19:30 Faith Matters
20:35 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
21:05 Tarjamatul Quran Class [R]
22:50 Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 02 May , 2014 | Issue No. 18

جماعت احمدیہ سیرالیون کے 53ویں جلسہ سالانہ کا نہایت بابرکت وکامیاب انعقاد

رپورٹ: محمد قاسم طاہر۔ مربی سلسلہ سیرالیون

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ سیرالیون کو مورخہ 7 تا 9 مارچ 2014ء کو اپنا 53واں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جلسہ سالانہ سیرالیون کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شاملین جلسہ کو انگریزی میں ایک خصوصی پیغام سے نوازا جو اس جلسہ کے پروگرام کا اہم ترین حصہ تھا۔ اس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پیارے احباب جماعت

میں بہت خوش ہوں کہ آپ اپنے جلسہ سالانہ منعقدہ 7,8,9 مارچ 2014 میں شامل ہورہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کے جلسہ کو کامیاب کرے اور تمام شاملین کو اس کی برکات سے مستفیض فرمائے۔

میری خواہش ہے کہ تمام احباب جماعت اپنے نفس کی اصلاح اور تقویٰ کے اعلیٰ مدارج کے حصول کی طرف توجہ دیں تا وہ دنیا کے لیے اسلام کے نمائندہ بن سکیں۔ اس امر کے لیے ضروری ہے کہ احباب اپنے اپنے نفس کا جائزہ لیں تا اپنے اندر وہ تبدیلیاں پیدا کرسکیں جن کی حضرت مسیح موعودؑ کو اپنی جماعت سے توقعات ہیں۔ آپ کے قول وفعل میں کوئی تضاد نہیں ہونا چاہیے۔

فی زمانہ جب غیر از جماعت لوگ بھی اسلام کی اس خوبصورتی سے متاثر ہیں جو احمدیہ جماعت قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق پیش کرتی ہے تو ایک احمدی کی ذمہ داریاں بھی کئی گنا بڑھ جاتی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ آپ اس جلسہ میں دینی معلومات سیکھیں اور اپنے اندر ہر لحاظ سے بہتری لائیں۔

میں آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق قائم کرنے اور اسکی عبادت کو اپنا مقصد حیات بنانے کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ قرآن کریم نے انسانی مقصد حیات عبادت الٰہی کو قرار دیا ہے اور عبادت کی بہترین شکل نماز کو قرار دیا ہے، چنانچہ ہر احمدی کو اپنی پنجوقتہ نمازیں وقت پر اور باجماعت ادا کرنی چاہئیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں پھر تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا کرنا چاہتے ہو تو نماز کو ایسی مضبوطی سے تھام لو کہ تمہارا جسم اور تمہاری زبان اور تمہاری تمام روحانی کیفیات اور تمہارے جذبات سب کے سب نماز کی زندہ مثال بن جائیں۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 170)

یہاں میں آپ کو یاد دہانی کرواتا چلوں کہ آپ نے امام وقت کو پہچانا اور اسکی بیعت کی ہے چنانچہ آپ کو چاہیے کہ اس عہد بیعت سے وفا کریں اور یاد رکھیں کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو اکیلا نہیں چھوڑا بلکہ پچھلے ایک سو پانچ سال سے خلافت کے ذریعہ اپنی برکات دکھلاتا چلا جا رہا ہے۔

چنانچہ میری نصیحت آپ کو یہ ہے کہ اس بابرکت نظام خلافت سے جڑے رہیں۔ آج اسلام کی نشاۃ ثانیہ خلافت احمدیہ سے جڑے رہنے سے ہی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ

آپ کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو بھی اور اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو بھی خلافت کے بابرکت نظام کے تابع رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جلسہ میں شمولیت سے آپ کے تقویٰ کے معیار بلند ہونے چاہیں۔ اس جلسہ سے آپ کے دلوں میں خوف خدا پیدا ہونا چاہیے۔ ایسا ہی آپ کے دلوں میں دوسروں کے لیے نرمی اور رحم کے جذبات پیدا ہونے چاہیں، اور یہ تبدیلی ایسی نمایاں ہو کہ تمام دیکھنے والوں کے لیے آپ بھائی چارے کی ایک مثال ثابت ہوں۔

سچے مومن بنیں جو نیکی کو قائم کرتے اور برائی سے روکتے ہیں، جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی حفاظت کرتے ہیں، جو ہمیشہ سچائی پر قائم رہتے ہیں اور قول سدید سے کام لیتے ہیں، جو اپنے عزیزوں تک کے خلاف سچی گواہی دینے سے نہیں گھبراتے اور اپنے اندر دوسرے کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کا مادہ رکھتے ہیں۔ یہ وہ معیار ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے حاصل کیے۔

میں آپ کو تبلیغ سے متعلق ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ تبلیغ کرنا ہر احمدی کا فرض ہے اور آپ کا اپنا نمونہ آپ کی تبلیغی مساعی کی کامیابی کا ضامن ہے۔ اگر ہماری زندگی اسلامی تعلیمات اور ہمارے قول و فعل قرآنی احکام کے مطابق اور اس معیار پر ہوں جس کی امید حضرت مسیح موعودؑ نے ہم سے کی ہے تو یہ اسلام احمدیت کے پیغام کو آپ کے ملک کے لوگوں اور دنیا تک پہنچانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

اے لوگو! یہ خدمت دین کا وقت ہے۔ اے میرے پیارے لوگو، یہ اس دین کی خدمت کا وقت ہے جس کو تم نے مانا ہے۔ اس وقت کو غنیمت جانو اور یاد رکھو کہ اگر اب یہ وقت تمہارے ہاتھ سے نکل گیا تو دوبارہ واپس نہیں آئے گا۔ اس عظیم نبی (محمد ﷺ) کے پیرو ہو کہ دل چھوٹا کیوں کرتے ہو، اپنے ایمان پر پختہ رہو اور ایسے نمونے قائم کرو کہ آسمان کے فرشتے بھی تمھاری ہمت اور استقامت پر محو حیرت ہوجائیں اور تمہارے لیے برکات کی دعا کریں۔

سیرالیون کے لوگوں تک پیغام پہنچانے کے لیے آپ کو اپنے اقوال وافعال کو ایسا بنانا ہوگا کہ لوگوں کی توجہ آپ کی طرف خود بخود مبذول ہو جو جلسہ کا بھی ایک بڑا مقصد ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے عہد نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان اور تقویٰ میں بڑھائے اور آپ کی جماعت کو ترقیات سے نوازے۔ آمین

حضور انور کے پیغام کا ترجمہ لوکل زبانوں ٹمنی اور مینڈے میں بھی ہوا۔ احباب اس پیغام کو اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے اور دوران پیغام بار بار خلافت احمدیہ زندہ باد اور نعرہ ہائے تکبیر لگاتے رہے۔

جلسہ سالانہ کا پروگرام

جلسہ سالانہ کے پہلے دن کا آغاز حسب روایت باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ 10:00 بجے لوائے احمدیت لہرایا گیا۔ جس سے جلسہ کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

تقاریر

خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے تینوں دن نہایت اعلیٰ تقاریر ہوئیں جن میں ”**حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول**“ ازمکرم یوسف کومے صاحب، ”**برکات تلاوت قرآن کریم**“ ازمکرم میر وسیم الرشید صاحب مبلغ سلسلہ، ”**حضرت مسیح موعودؑ کی ذات پر اعتراضات کے جوابات**“ ازمکرم منیر ابوبکر یوسف صاحب لوکل مشنری، ”**تربیت اولاد**“ مکرم طاہر محمود عابد صاحب مبلغ سلسلہ گنی کناکری، ”**خاتم النبیین ﷺ**“ ازمکرم ابراہیم حمید کمارا صاحب لوکل مشنری، ”**تعلق باللہ**“ از احمدی پیراماؤنٹ چیف مکرم محمد بانیاں صاحب، ”**برکاتِ خلافت**“ مکرم مبارک احمد گھمن صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ سیرالیون اور ”**حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیت دعا کے واقعات**“ ازمحترم امیر و مشنری انچارج مولانا سعیدالرحمٰن صاحب شامل ہیں۔

لجنہ سیشن

خواتین کے اجلاس میں جن موضوعات پر احمدی خواتین نے تقریر کرنے کی سعادت حاصل کی ان میں ”سیرت حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ“ ازمکرمہ مبشرہ فردوس صاحبہ اور ”**وقف نو کی اہمیت اور ذمہ داریاں**“ از حافظہ خولہ منصورہ صاحبہ (واقفہ نو) شامل ہیں۔

نیز اس اجلاس میں مندرجہ ذیل غیر احمدی خواتین نے بھی تقاریر کیں۔

Haja Captain Ayodele King باپردہ مسلمان خاتون ہیں۔ **عورتوں کی اسلامی آرگنائزیشنز** Concern Intellectual Organazation کی نمائندہ اور مسز جاہ۔

امسال لجنہ کے سیشن کی حاضری 5,648 رہی۔

مجلس سوال وجواب

جلسہ کے دوسرے دن نماز مغرب اور عشاء کے بعد مجلس سوال وجواب کا بھی انعقاد کیا گیا۔

تقسیم انعامات

ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے دوران سال اعلیٰ کارکردگی دکھانے والے پرنسپلز، ہیڈ ٹیچرز، سکول مینیجرز اور نمایاں طور پر کامیابی حاصل کرنے والے سٹوڈنٹس میں پروفیسر ابوسیسے وائس چانسلر اینڈ پرنسپل جالا یونیورسٹی آف سیرالیون نے سندات تقسیم کیں۔

صدر مملکت کی شمولیت

امسال بھی صدر مملکت ڈاکٹر ارنسٹ بائی کروما (H.E

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں